چہل حدیث

تالیف

عارف باللہ عالم ربّانی حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ

(محدث دار العلوم دیوبند)

زیر اہتمام

ڈاکٹر سید جمیل حسین

(نبیرہ حضرت میاں صاحبؒ)

ناشر

شعبۂ تصنیفات علمیہ مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند

فارسی
161

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃ

الحمد للہ والمنۃ کہ بمقتضائے حدیث مذکور رسالہ نافعہ

چہل حدیث

تالیف

عارف باللہ عالم ربانی حضرت مولانا سید اصغر حسین میانصاحبؒ
(محدث دارالعلوم دیوبند)
خلیفۂ مجاز سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ

زیر اہتمام

ڈاکٹر سید جمیل حسین

ناشر

شعبۂ تصنیفات علمیہ مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند

محدث اعظم حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی عرب وعجم اور یورپ وایشیا میں اسی طرح جانی پہچانی ہوئی ہے جس طرح دن چڑھے کا سورج۔

حضرت میاں صاحبؒ اس خاندان کے چشم وچراغ تھے جس کے تمام آباؤاجداد سلسلہ درسلسلہ صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوتے چلے آئے ہیں آپ سیدنا عبدالقادر جیلانی کے خاندان اور ان کی پسری اولاد سے ہیں، آپ حسنی اور حسینی سید تھے آپ کے چہرے سے انوار سیادت ٹپکتے تھے آپ مادر زاد ولی تھے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے آپ کے بارے میں استفسار کیا تو حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا۔

کتابیں تو ہم نے میاں صاحب سے زیادہ پڑھی اور لکھی ہوں گی لیکن بزرگی میں ہم ان کی جوتیوں کی خاک تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ اولیاء اللہ کے ایسے خاندان سے ہیں کہ اس خاندان میں ہمیشہ ولی اللہ پیدا ہوتے رہے ہیں، اور میاں صاحب مادر زاد ولی ہیں ان کی برابری کون کرسکتا ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ ۸ رشوال ۱۲۹۴ھ بروز شنبہ بعدعشاء مطابق ۱۶ر اکتوبر

۱۸۷۷ء کو عالم ظہور میں آئے آپ کا تاریخی نام مختار احمد عرفی نام میم شاہ اصل نام سید اصغر حسین اور نانا صاحب سید محمد عبداللہ شاہ عرف میاں جی مناشاہ صاحبؒ (موسس دارالعلوم دیوبند) کا تجویز کردہ نام فرخ سیر ہے آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد حسن شاہ صاحب ہے جو دیوبند کے فارسی کے ماہر عالم تھے، حضرت میانصاحب کی بسم اللہ آپ کے نانا میاں جی مناشاہ صاحب نے کرائی قرآن کریم میاں جی صاحب نے پڑھایا اردو فارسی کی تعلیم آپ نے اپنے والد صاحب سے حاصل کی پھر دارالعلوم میں داخل ہوکر فارسی کی تکمیل مولانا محمد یٰسین صاحب (والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحبؒ) اور مولانا منظور احمد صاحبؒ سے کی ۱۳۱۰ھ میں فارسی سے فراغت کے بعد شعبۂ عربی میں داخل ہوئے اور تکمیل درس نظامی کی آپ کے مشہور اساتذہ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان عثمانی نقشبندیؒ حضرت مولانا حافظ محمد احمد قاسمیؒ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی وغیرہم ہیں، ۱۳۲۰ھ میں علوم عربیہ کی تکمیل سے فارغ ہوکر آپ دارالعلوم دیوبند میں ایک سال چند ماہ تک دفتری کام کرتے رہے اس کے بعد ۱۳۲۱ھ میں آپ کو جونپور مدرسہ مسجد اٹالہ میں صدر مدرس بنا کر بھیج دیا گیا وہاں ۱۳۲۷ھ تک برابر دینی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے پھر ۱۳۲۷ھ میں حضرت شیخ الہند کی طلبی پر دوبارہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے اور درس و تدریس کے ساتھ ماہنامہ القاسم کی ایڈیٹری بھی فرماتے رہے اسباق میں پابندی اوقات آپ کی بلند پایہ خصوصیات میں سے ہے چنانچہ ۱۳۵۴ھ میں آپ کی جوان العمر صاحبزادی کا انتقال ہوا اور آپ نے نہایت صبر وشکر کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور نماز فجر پڑھ کر تجہیز وتکفین کا کام اپنے صاحبزادوں کے سپرد کر کے سبق پڑھانے کے لئے مدرسہ تشریف لائے اور حسب دستور وقت مقررہ تک سبق پڑھایا اور سبق کے بعد طلباء سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کرائی جنازہ تیار ہونے پر شریک جنازہ ہوگئے جنازہ کی نماز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے پڑھوائی۔

آپ بیعت حضرت شاہ عبداللہ عرف میاں جی منا شاہ صاحبؒ سے ہیں جو آپ کے مربی ہیں اور آپ کے والد حضرت شاہ محمد حسن میاں صاحب کے حقیقی ماموں ہیں جو بڑے مستجاب الدعوات کاملین میں سے تھے، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمتہ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت دارالعلوم دیوبند کی بنیاد میں پہلی اینٹ یعنی سنگ بنیاد رکھنے کا مسئلہ آیا تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتویؒ نے ارشاد فرمایا کہ پہلی اینٹ وہ رکھے گا جس کے دل میں کبھی گناہ صغیرہ کا ارادہ نہ ہوا ہو اور فوراً ہی حضرت میاجی منّاشاہؒ کا نام پیش کر دیا جس کو سب ہی حضرات نے پسند کیا اور دارالعلوم جیسی مقدس عمارت کے سنگ بنیاد کی پہلی اینٹ آپ ہی کے دست مبارک سے رکھوائی گئی جس کے آثار قبولیت ظاہر ہیں، ارواح ثلثہ ص ۲۳۰ ارشادات حکیم الاسلام ص ۴۳ اکابر علماء دیوبند ص ۱۱۲۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے میاں جی صاحب سے گناہ تو درکنار مدۃ العمر کبھی گناہ کا وسوسہ تک بھی دل میں نہیں گزرا، بہرحال حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب نے سلوک کے منازل ان ہی بزرگ کی صحبت میں رہ کر طے کئے ہیں اجازت بیعت و خلافت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی جانب سے بھی ہے جس کو حضرت منّاشاہ نے حضرت حاجی صاحبؒ سے کہہ کر حاصل کیا تھا پھر ۱۳۱۰ھ میں حضرت منّاشاہ صاحبؒ نے اپنے وصال سے ایک دن قبل آپ کو اجازت بیعت و خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ نے تین حج کئے لیکن اس شان سے کہ اپنی آمد اور روانگی صیغۂ راز میں رکھتے تھے پہلا حج حاجی امداد اللہ صاحب کے قیام کے زمانہ میں ادا کیا اور بہت دن حاجی صاحبؒ کی صحبت میں رہ کر گزارے دوسرا حج ۱۳۴۵ھ میں اور تیسرا ۱۳۵۰ھ میں ادا کیا۔

آپ کی تصانیف میں فتاویٰ محمدی، فقہ حدیث، اذان و اقامت، حیات خضرؑ،

مولوی معنوی، سوانح مولانا رومؒ، سوانح امام ابو حنیفہ، دست غیب، گلزار سنت، نیک بیویاں، حیات شیخ الہند۔ مفیدالوارثین، میراث المسلمین، علم الاولین، سراجی پر حاشیہ۔ الورد الشذی شرح جامع ترمذی، ہدایۃ متقین، ارشادالنبی، افعال النبی، خواب شیریں، تعبیر نامہ خواب، نا قابل اعتبار روایات وغیرہ آپ کا علمی شاہکار ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ جو حضرت میاں صاحب کے لقب سے مشہور تھے دار العلوم دیوبند میں درجہ علیا کے استاذ تھے ان سے ابو داؤد شریف پڑھنے والے برصغیر میں ہزاروں علماء ہوں گے علوم قرآن کے بہت بڑے ماہر اور بہت عظیم محدث جملہ علوم وفنون کے بہت بڑے محقق مگر بہت کم گو حدیث کے درس میں نہایت مختصر مگر جامع تقریر ایسی ہوتی تھی کہ حدیث کا مفہوم دل میں اتر جائے اور شبہات خود بخود کافور ہو جائیں بہر حال اپنے وقت کے عظیم محدث مفسر، فقیہہ اور عارف و کامل صاحب کشف و کرامات شیخ کامل تھے رسول اللہ ﷺ کی ہر ایک سنت کے عامل تھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت اہتمام کرتے تھے جب آپ نے گلزار سنت لکھی تو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بے حد پسند فرمائی اور اپنے مریدین سے فرماتے کہ گلزار سنت کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ آپ نے تمام زندگی درس و تدریس اور تبلیغ و اصلاح میں گزاری آپ کے مریدین کی تعداد تو ہزاروں ہے جب کہ آپ مرید بہت کم کرتے تھے لیکن یہ بات مشہور ہے کہ انسانوں سے زیادہ آپ سے جنات مرید ہیں آپ بہت بڑے عامل بھی تھے تعویذ لینے والوں اور دعا کیلئے آنیوالوں کیلئے عصر کے بعد کا وقت مقرر تھا ہزاروں دیوبند اور باہر سے آنے والے عصر کے بعد جمع ہو جاتے تھے بہت سے لوگ طلباء علماء صرف زیارت اور ملاقات کیلئے حاضر ہوتے تھے غرض علم سے عمل سے دعاء سے ہر طرح سے منبع فیوض برکات تھے۔

آپ کا سفر گجرات کا بہت ہوتا تھا اور زیادہ گجرات سے تعلق تھا رمضان المبارک

زیادہ تر راندیر ضلع سورت میں گزارتے تھے طبیعت علیل تھی اس سال راندیر میں زیادہ قیام فرمایا، ۲۲ محرم بروز پیر اپنے مخصوص حضرات کو بعد نماز فجر بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ دنیا سے سب کو جانا ہے اگر میرا انتقال ہو جائے تو کچھ انتظار کی ضرورت نہیں فوراً غسل دے کر کفن میرے ساتھ ہے اس کو پہنا کر نماز پڑھ کر عام قبرستان میں دفن کر دینا نماز جنازہ حافظ محمد صالح صاحب (جو وہاں کے ایک بزرگ تھے) پڑھادیں گے۔ اسی روز ایک بجے آپ نے فرمایا اب ہم جاتے ہیں اور کلمہ طیب پڑھا اور اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. دوشنبہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۴۵ء کو وصال فرمایا۔

آپ کے بہت سے خلفاء بھی بنگال، پنجاب، گجرات، یوپی، وغیرہ میں تھے اکثر وفات پا چکے لیکن سلسلہ فیوض و برکات اصلاح و تبلیغ کا بفضل تعالیٰ جاری ہے۔

آپ کے خلفاء میں صرف آپ کے خادم خاص آپ کے بڑے پوتے جو آپ کے جانشین ہیں مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب بحالت پیری بفضل تعالیٰ موجود ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبی الکریم والہ واصحابہ اجمعین.

(ڈاکٹر) سید جمیل حسین

نبیرہ حضرت میاں صاحبؒ

مدحیہ اشعار

حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب

استاذ دارالعلوم دیوبند

ترے اصغر حسینِ باکرامت
سیادت اس پہ پھر علمی وجاہت
فقیہہ و عارف و صوفی و زاہد
تقی و عالم و صدیق و عابد
نہ کچھ پھسلا سکی دنیا کی زینت
رفیق راہ تھا زہد و قناعت
ترے حلقوں میں یکساں محترم تھے
باخلاقِ حمیدہ ذوالکرم تھے
دلی خواہش تھی پائیں موتِ غربت
رہے امن اور ملے موت شہادت
خدانے کی دعا مقبول حضر میں
وفات آئی تو راندیری سفر میں

نتیجہ فکر:۔
حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ

کلمات بابرکات محی السنہ حضرت مولانا الشاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

تاریخ :۔ ۶ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

مطابق :۔ ۲۹/ ستمبر ۱۹۹۸ء

باسمہٖ تعالیٰ

حامداً ومصلیاً امابعد! حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین صاحب محدث دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت اور علمی و دینی حیثیت سے ان کا جو مقام و مرتبہ ہے اس سے علماء و خواص نہ صرف یہ کہ واقف ہی ہیں بلکہ ان کی تصنیفات و تالیفات بالخصوص گلزار سنت سے استفادہ بھی کر رہے ہیں۔

ضرورت تھی کہ حضرت میاں صاحب کی زندگی کے حالات و واقعات اور ان کی تعلیمات و ہدایات کو شائع کیا جائے کیونکہ ان حضرات کی زندگیاں بھی اوروں کے اعمال و اخلاق کی پختگی و عادات و اطوار کی درستگی و سیرت و کردار کی بلندی کا مؤثر ذریعہ ہیں اس ضرورت کے پیش نظر مکرمی جناب ڈاکٹر سید جمیل حسین صاحب زید لطفہ نے حضرت میاں صاحب کی سوانح مرتب کی ہے اس سے خوشی ہوئی۔ اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا کہ ناکارہ کی جس وقت تعلیم کی ابتداء ہوئی تھی اس موقعہ پر حضرت میاں صاحب ہردوئی تشریف لائے تھے اس تعلق کی بناء پر بھی اس کے مرتب ہونے سے مزید خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

ابرار الحق

اظہارِ عقیدت حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہم العالی

دارالعلوم کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب قدس سرہ (جو دارالعلوم دیوبند کے حلقے میں حضرت میاں صاحبؒ کے نام سے مشہور تھے) ان شخصیات میں سے تھے جن کی نظیریں اپنے علم و عمل اور سیرت و کردار کے لحاظ سے ہر دور میں خال خال ہی ہوتی ہیں، شہرت اور نام و نمود کے مواقع سے پرہیز کرنے کی بنا پر ان کے جاننے والے بھی محدود ہوتے ہیں، لیکن وہ اپنے حلقۂ تعارف میں علم و عمل کی ایسی روشنی اور کردار کی ایسی خوشبو چھوڑ جاتے ہیں جس کی کماحقہ تعریف الفاظ میں ممکن نہیں ہوتی۔

میں بچپن ہی سے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی زبانی جن بزرگوں کے اسماء گرامی سے آشنا ہوا، ان میں حضرت میاں صاحبؒ سرفہرست تھے، وہ میرے والد ماجدؒ کے استاذ تھے اور میرے دادا حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ کے شاگردان نسبتوں کی بنا پر حضرت والد صاحبؒ کو ان سے ایک والہانہ تعلق تھا۔ اس تعلق میں جہاں استاذ کی حیثیت سے ان کے ساتھ عقیدت اور ان کے اکرام و تعظیم کا عنصر تھا، وہاں خاندانی تعلقات کی وجہ سے قدرے بے تکلفی کا رنگ بھی شامل تھا۔

جب سے میں نے آنکھ کھولی، حضرت والد صاحبؒ کو بات بات پر حضرت میاں صاحبؒ کا حوالہ دیتے، ان کا کوئی حکیمانہ ارشاد نقل کرتے یا ان کا کوئی واقعہ سناتے پایا۔ حضرت میاں صاحب کے جو واقعات میں نے اپنے والد ماجدؒ سے سنے،

ان کی بنا پر ذہن میں تصور یہ تھا کہ قرون اولیٰ کے کوئی بزرگ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیئے تھے پھر حضرتؒ کی تالیفات اور تحریریں پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی تو اس عقیدت میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حضرتؒ کی تحریریں ان کے خاص رنگ و مزاج کی آئینہ دار ہیں۔ انہوں نے بہت سے اچھوتے موضوعات پر لکھا ہے، اور اسلوب تحریر اتنا دلکش ہے کہ قاری کو اپنے ساتھ بہا کر لیجاتا ہے۔ مثلاً وراثت کے مسائل جیسے خشک موضوع پر حضرتؒ کی تالیف "مفید الوارثین" ہی کو دیکھ لیں تو ان کے اسلوب نگارش کا امتیاز نظر آجائیگا کہ ایک سنگلاخ موضوع کو انہوں نے کس طرح پانی کر دیا ہے، اور اس میں ادب کی چاشنی پیدا کر کے اسے عبرت و موعظت کا سامان بنادیا ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ کے پوتے ڈاکٹر سید جمیل حسین صاحب حضرتؒ کی تصانیف کو یکجا طور سے شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو مقبول اور نافع بنائیں۔ ان کی یہ خدمت ہم سب کی طرف سے مبارک باد اور تشکر کی مستحق ہے۔

احقر

محمد تقی عثمانی

۱۷-۵-۱۴۱۹

دارالعلوم کراچی ۱۴

معیاری کمپیوٹر کتابت، نگیٹو اور آفسیٹ طباعت کیلئے رجوع کریں
نواز پبلی کیشنز دیوبند
NAWAZ PUBLICATIONS DEOBAND
Ph: 01336 - 24824 (O), 22822 (R) 22871 (Fax)

عارف باللہ عالم ربانی
حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ کی

وصیّت

میں اپنے احباب سے یہ گذارش
کرتا ہوں کہ ہر سنت کا پورا پورا اہتمام
رکھیں اور کسی سنت کو خواہ وہ کتنی بھی چھوٹی
سی ہو معمولی نہ سمجھیں کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہر ہر سنت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے
اصغر حسین

صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

۲/ذیقعدہ ۳۳ھ دوشنبہ

حضرت میاں صاحبؒ کا خط بنام حضرت شیخ الہندؒ

حضرت مخدوم و محترم دامت برکاتہم

بعدعرض سلام و نیاز یہ خاکسار جس کے عزیز و اقربا میں کوئی بڑا اور شفیق سر پر نہیں ہے ظاہری طور پر ظل عاطفت سے بعید ہوئے پر جس قدر حسرت افسوس کرے بجا ہے اظہار دشوار ہے اللہ تعالیٰ مع الخیر والعافیہ فائز المرام فرماوے اور پھر زیارت نصیب ہو۔ اس قدر بعید جگہ پہنچ جانے کے بعد بھی احقر جناب کو ایک تکلیف دینے کی جرئت کرتا ہے دیوبند میں بظاہر ہجوم مہمانان اور حقیقت میں اپنی غفلت سے عرض نہ کر سکا۔ حدیث کی چار کتابیں تو احقر نے بلاواسطہ جناب سے پڑھی ہیں۔ تین چار کی نسبت آرزو ہے کہ جناب ان کے پڑھانے کی صرف اجازت فرمادیں۔ اگر یہاں موقع ہوتا تو دو۔ دو۔ چار حدیثیں سنا کر اجازت لیتا۔ ابن ماجہ، نسائی، مشکوٰۃ شریف، طحاوی شریف عزیز مولوی وحید مدنی اور مولوی عزیز گل و حاجی خان محمد وغیرہ حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون۔

احقرالخدام
فقیر سید اصغر حسین عفی عنہ
مدرسہ دیوبند

مکتوب

حضرت مولانا شیخ الہندؒ

بنام

حضرت میاں صاحب (بحری جہاز سے)

بنام
مولوی اصغر حسین صاحب
آپ کی دعا سے عدن آگئے سب خیریت سے ہیں۔
دعا کرتے ہیں مولوی محمد سہول صاحب و مولوی عزیز
گل سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام
دستخط
(حضرت شیخ الہندؒ)
عدن ۱۵/ ستمبر ۱۵ء ڈاکخانہ کی مہر
یہ خط ۸/ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو موصول ہوا (ڈاکخانے کی مہر)

سند حدیث

از

حضرت شیخ الہندؒ

نحمد ہ ونصلی علی رسولہ الکریم و بعد فان السید الجلیل المولوی اصغرحسین قد قرعہ و سمع عندی الصحیحین للبخاری والمسلم و جامع الترمذی وسنن ابی داؤد رحمہم اللّٰہ تعالیٰ فانا اجیزہ بجمیع الکتب فی الصّحاح الستّہ واجیزہ ایضاً بمشکوٰۃ المصابیح و معانی الاثار للامام الطحاوی فانہ اھل عندی لھذا الشأن وادعولہٗ باالخیر من اللّٰہ العظیم۔

وار جو ان لاینسانی فی دعواتہ الصالحہ و اللہ الموافق والمعین

العبد

محمود عفیٰ عنہ

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ

سند حدیث

برائے حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب
از حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وبعد

سید الجلیل مولوی سید اصغر حسین نے مجھ سے صحیحین بخاری ومسلم و جامع ترمذی وسنن ابوداؤد رحمہم اللہ تعالیٰ (باقاعدہ) پڑھی ہیں۔ اور میں انہیں صحائح ستہ کی تمام کتابوں کی اجازت دیتا ہوں مزید یہ کہ ان میں مشکوۃ المصابیح و معانی الاثار للامام طحاوی کی پوری استعداد وصلاحیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے دعائے خیر کرتا ہوں۔

العبد
محمود عفی عنہ
۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ

مکتوب حضرت شیخ الہندؒ

بنام حضرت میاں صاحبؒ

برادر مکرم عافاکم اللہ وسلم! بندہ محمود حسن سلام مسنون کے بعد ملتمس ہے واقعی کئی روز سے آپ کو خط لکھنے کا طبیعت میں تقاضہ تھا جو آپ کا خط ہی پہنچ گیا۔ آپ کی حالت معلوم ہوکر الحمد للہ کہا۔ مولوی اللہ رکھے کا چھوٹا لڑکا بعمر ایک سال دفعتاً بیمار ہوگیا اور پرسوں انتقال کر گیا۔ اِنا للہ اس لئے تحریر جواب میں قصور ہوا۔ جناب من ایک سید مخلص سے تکلف کرنا نہایت پاجی پن ہے اس لئے بے تکلف یہ ہے کہ بندہ آپ جیسے مخلص و سعید و صالح کو اپنی دین و دنیا کا سہارا خیال کرتا ہے (اللھم حقق ھذہ الکیفہ) اور آپ کی ترقی علم و عمل کی دعا کرتا ہے آپ بندہ کے خلاف عوارض دنیوی سے حتی الوسع اغماض فرما کر اپنے اصل کام کو بنام خدا انجام دیتے جائیں۔ من کان اللہ کان اللہ لہ اس سے زائد اور کیا چاہئے۔ والسلام دیوانجی صاحب کا سلام

بندہ محمود حسن

۲۱ مئی ۱۹۰۴ء

اِهْدَاء الکتاب

پہلے زمانہ میں دستور تھا کہ اور آج لوگوں کو زیادہ شوق ہے کہ اپنی تصنیف و تالیف کو کسی اپنے معزز حاکم یا رئیس کے نام نام زد کیا جائے۔ چونکہ اس رسالہ میں احادیث نبوی کو جمع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس مناسبت سے احقر اس ناچیز تالیف کو اپنے دینی و دنیاوی سردار حضرت رسالت پناہ رسول عربی صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے مبارک نام پر نامزد کر کے مقبولیت کا امیدوار ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و تعریف ہے اس ذات وحدہ لاشریک لہ کو جس کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہزاروں درود اور سلام ہو اس کے پیارے اور سچے نبی رحمۃ العالمین پر اور اس کی آل واصحاب پر اور اس جماعت پر جو اس کی راہ پر چلنے والی ہے۔

اس کے بعد خاکسار گناہگار خاک پائے اساتذہ فقیر سید اصغر حسین حسنی حنفی دیوبندی دیندار مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے(۱) کہ جو شخص میری امت کے فائدے کے واسطے دین کے کام کی چالیس حدیثیں سنا دیگا اور یاد (۲) کر یگا خدا تعالیٰ اس کو قیامت کے دل عالموں اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھاویگا اور فرمائے گا کہ جس دروازہ سے دل چاہے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

---

(۱) عن علی وعبد اللہ بن مسعود ومعاذ بن جبل وابن عمر وابن عباس وانس بن مالك وابی هریره وابی سعید رضوان اللہ علیهم . قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من حفظ علی متی اربعین حدیثا من امر دینها بعثة اللہ تعالی یوم القیٰمة فی زمرة الفقهاء والعلماء وفی روایة فی زمرة الشهداء وفی روایة قیل له ادخل من ایّ ابواب الجنة شئت اس حدیث کے ضعف پر اگرچہ علماء حدیث متفق ہیں لیکن ضعف اس کا شدید نہیں اور روایت ضعیف پر عمل کرنے کی سب شروط اس میں موجود ہیں۔ اور اس قدر علمائے امت نے اس پر عمل کیا ہے کہ صرف ان کی پیروی بھی باعث نجات ہے۔ علاوہ اس کے بلغوا عنی ولو آیۃ اور حدیث نفر اللہ امرا کافی ہے۔

(۲) اگر شبہ ہو تو شروح میں دیکھو۔

اس بشارت کو سن کر حدیث کے بیشمار (۱) عالموں نے جدی جدی طریقہ پر چالیس چالیس حدیثیں جمع کی ہیں اور خدا تعالیٰ سے امید وار ہیں کہ ان کو علماء وشہداء کے زمرہ میں محشور فرماوے۔

مجھ گنہگار وشرم سار کو چونکہ کسی عمل وعبادت کا وسیلہ نہیں ہے صرف خدا کی رحمت پر بھروسہ کئے بیٹھا ہوں اسی طمع میں عرصہ سے خیال تھا کہ اگر میرے ناچیز قلم سے چالیس حدیث اس طرح پر جمع ہو جاویں کہ عام مسلمانوں کو اس سے نفع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہو تو خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں کہ یہ ناچیز عمل اس کی رحمت کے لئے بہانہ بن جائے اور حدیث نبوی کے محدثین اور شریعت محمدیہ کے علماء ومجتہدین اور اپنے اساتذہ کاملین کے خدام میں میرا بھی حشر ہو جائے۔

بہانہ ہے جو خدائے کریم کی رحمت (۲) چہل حدیث کا لکھنا اُسے بہانہ ہوا

زمانہ قیام جونپور میں ایک نیک خیال شخص اکثر اوقات عاجز کے پاس آتے تھے انہوں نے ایک روز چہل حدیث کا ذکر کیا اور اپنی حفظ کردہ چہل حدیث سنائی۔ اس سے پرانا خیال پھر تازہ ہوا اور ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۲۲ھ میں یہ چہل حدیث جمع کر کے بزرگوں اور عالموں کے خدامین میں محسوب ہونے کی دعا کرتا ہوں (آمین)

اگرچہ یہ ایک بڑی آرزو اور اپنے حوصلہ سے زیادہ تمنا ہے ع میری حیثیت کو دیکھو اور مری آرزو لیکن خدا کے نزدیک کچھ مشکل (۳) نہیں وہ کریم کارساز ہے اس کی ذات ذرہ نواز ہے اس کا فضل عام ہے اچھوں کے ساتھ بروں کو بخشنا اس کا کام ہے۔ دنیا میں بھی سونے کے ساتھ میل اور مٹھائی کے ساتھ مکھیاں تل جاتی ہیں گو بظاہر اس میں بزرگوں کی ہمسری کا شبہ ہوتا ہے مگر الحمد للہ کہ

---

(۱) ان میں سے بعض حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں کہ عبد اللہ بن المبارک امام حدیث متوفی ۱۸۱ھ محمد ابن اسلم الطوسی وفات ۲۸۲ھ حسن بن صفوان النسوی ۳۰۳ھ ابو بکر الاجری ۳۶۰ھ ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی ۳۸۵ھ ابو بکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی ۴۶۶ھ ابو بکر احمد بن حسین البیہقی ۴۷۵ھ محی الدین شارح مسلم ۶۷۶ھ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۶ھ۔

(۲) یہ مصرعہ حضرت امیر لکھنوی مرحوم کا ہے۔ (۳) وماذالک علی اللہ بعزیز

فقیر کا ایسا خیال نہیں صرف ان حضرات کے ساتھ ایک نسبت اور علاقہ کی آرزو ہے خدا اسے پورا کرے ؎

کافی است نسبتے بتو حاصل بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست

اور اس رسالہ کی تالیف میں ان امور کا خیال اور لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۱) حدیثیں سب صحاح ستہ (۲) بلکہ اکثر صحیحین کی لکھی گئیں۔

(۲) سند اور راوی کو بالکل ذکر نہیں کیا البتہ جس کتاب سے وہ حدیث لکھی ہے اس کا نام حدیث کے برابر لکھ دیا ہے۔

(۳) حدیث وہ لی گئی ہے جو مختصر ہو تاکہ طالبان ثواب کے لئے حفظ یاد کرنا بھی مشکل نہ ہو صرف ابتدا کی دو چار حدیثوں میں ذرا زیادہ الفاظ ہیں ان حدیثوں کو ان کی برکت اور عظمت شان کے خیال سے لکھا گیا ہے۔

(۴) حدیث کا ایک جملہ یا ٹکڑا نہیں لکھا بلکہ پوری روایت لکھی گئی ہے۔

(۵) اکثر حدیثیں اس قسم کی لی گئی ہیں جن سے مسائل شرعیہ فقہیہ کو بھی تعلق ہو۔

(۶) حتی الوسع وہ حدیثیں لی گئی ہیں جن کے متعلق فقہاء میں زیادہ اختلاف نہیں۔

(۷) وہ حدیث لکھی ہے جس میں کسی زیادہ تاویل و تطبیق کی ضرورت نہ ہو اور عالم مسلمان محض ترجمہ سے بھی اس کا کافی مطلب سمجھ سکیں۔

(۸) ہر ایک حدیث کے متعلق مختصر طور پر اس کا مطلب لکھنے کے بعد اس کے متعلق بعض مسائل بھی لکھ دیئے ہیں۔

(۹) جو مسائل کہ مشہور ہیں اور اکثر مسلمانوں کو معلوم و مروج ہیں وہ نہیں لکھے اور اپنے خیال کے موافق زیادہ وہی مسائل لکھے ہیں جن کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہے اور ان کو معلوم نہیں یا غافل ہیں۔

(۱۰) حدیث کا بامحاورہ ترجمہ اور مطلب شراح حدیث کے اقوال پر لحاظ کر کے لکھا گیا ہے۔

---

(۱) صحاح ستہ کہتے ہیں کہ حدیث کی ان چھ کتابوں کو جو اسلام میں نہایت مقبول اور معتبر کتابیں ہیں جن کے نام یہ ہیں صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سنن ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیحین کہتے ہیں بخاری شریف و مسلم شریف کو معتبر اور صحیح ہونے میں قرآن مجید کے بعد ان ہی دو کتابوں کا درجہ ہے۔

(۱۱) مسائل سب فقہ اور حدیث کی کتب معتبرہ سے لکھے گئے ہیں جن میں ہر گز کسی سنی حنفی کو خلاف نہ ہوگا بلکہ اکثر مسائل تمام اہل اسلام کے مانے ہوئے ہیں۔

گو بہت سے ظاہر میں لوگ کہیں گے کہ اس رسالہ میں علم کی کونسی بات ہے۔ لیکن احقر کو نہ دعوی ہے اور نہ اظہار علمیت منظور بلکہ صرف ناواقف مسلمانوں کی خیر خواہی مد نظر ہے اور اگر سچ پوچھئے تو اقوال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم اور کیا بات ہوگی۔

اگرچہ اس رسالہ میں اقوال و محدثین و فقہاء کے سوا کسی اپنی رائے اور قیاس کو دخل نہیں دیا تاہم جمع کرنے میں مجھ سے ضرور غلطیاں ہوئی ہونگی۔ ع کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود۔

لہٰذا اہل علم سے عرض ہے کہ نکتہ چینی اور عیب جوئی سے (جو اس زمانہ کی رسم ہو گئی ہے) پرہیز کر کے اصلاح اور پردہ پوشی کو (جو اہل اسلام کا اصلی شیوہ ہے) ملحوظ رکھیں۔

فقیر سید اصغر حسین

(محدث دار العلوم دیوبند)

(حضرت والد کے وصال ۱۳۲۲ھ کے بعد آپ کے بزرگوار کا قدیم مدرسہ آپ کے نام کے ساتھ موسوم ہو کر مدرسہ اصغریہ دیوبند کے نام سے مشہور ہو چکا ہے۔

عام اردو خوان مسلمانوں کے لئے ہدایت

اگرچہ اس زمانہ میں دین کی بات کہنا اپنا مغز خالی کرنا ہے اور چالیس حدیثوں کو حفظ کرنے کی امید کرنا فضول ہے لیکن ہر جگہ کوئی نہ کوئی نیک خیال مسلمان بھی ہوتا ہے۔ پس جن حضرات کو آخرت کا کچھ خیال ہو ان کو لازم ہے کہ یہ چالیس حدیثیں یاد کرلیں اور ان کا مطلب اور ان متعلق مسائل کو پختہ طور سے دل میں خیال کرلیں اور حسب موقع کتاب دیکھ کر یا اپنی یاد سے ناخواندہ اور عام مسلمانوں اور اپنے گھر والوں کو سنادیا کریں۔

حدیث کے الفاظ چونکہ عربی ہیں اگر ان کے یاد کرنے میں دقت ہو تو صرف ترجمہ اور مطلب اول سے آخر تک رفتہ رفتہ ایسی طرح دل میں یاد کرلیں کہ موقع اور وقت پر مسئلہ یاد رہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی زبانی یا کتاب دیکھ کر کبھی کبھی سنادیا کریں اس ترکیب سے انشاء اللہ دین کے عالموں اور شہیدوں کے ساتھ حشر ہو کر ان کی نجات ہو جائے گی۔

یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مخبر (۱) صادق سرور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

دیناوی کاروبار اور کچہری یا تجارت وغیرہ میں مشغول رہنے والے اور نئی روشنی کے اہل اسلام بھی اس رسالہ کو بیکار نہ سمجھیں۔ یاد کرنے کی تو امید نہیں لیکن ایک دفعہ اول سے آخر تک دیکھ جائیں اور اس کے موافق عمل کریں تو بہت سے مسائل یاد ہو جائیں اور فلاح دارین کا باعث ہو۔

امید (۲) ہے کہ اس کے پڑھنے والے کمترین مؤلف اور اس کے بزرگوں کے لئے خاتمہ بخیر اور مغفرت کی دعا فرماویں۔

---

(۱) اگر کسی مولوی صاحب کو شبہ ہو تو حدیث کی شرح دیکھئے

(۲) اے خدا تو اس ناچیز رسالہ کو اپنی رحمت سے قبول فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَا فِيْهِ بحمد الله فهو اقطع (ابن ماجہ وابوداؤد)	ترجمہ:۔ جو امر قابل اہتمام خدا کے ذکر کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ تمام کاموں کو خدا کے نام سے شروع کرے کھانا پینا لکھنا سوار ہونا وغیرہ جس قدر کام ہیں بسم اللہ کہہ کر شروع کرے۔ اگر کوئی قابل اہتمام کام اور بڑا کام بدون خدا کے نام کے شروع کر دیا جائے اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ البتہ بہت چھوٹے چھوٹے کام اگر بدون بسم اللہ کے شروع کر لیئے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی خدا کے نام سے شروع کرے خدا کے نام کی برکت اور ثواب حاصل کرے۔

مسائل:۔ اگر کسی کام کے شروع میں بسم اللہ یاد نہ رہے تو درمیان میں جس وقت یاد آوے پڑھ لے۔ وضو میں بسم اللہ فرض نہیں لیکن اعلیٰ درجہ کی سنت ہے ضرور پڑھنا چاہیئے۔

صحبت کے وقت برہنہ ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔ پاخانہ میں داخل ہونے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثُ پڑھے۔ اگر یاد نہ تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھ لے۔

(۲) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ وَاِنَّمَا لِاَمْرِءٍ مانوى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَ هجرته؛ اِلَى دُنْيَا

يُصِيبُهَا اَوْ اِمْرَأَةٍ (۱) يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلَى (۲) مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ (بخاری۔مسلم)

ترجمہ:۔عمل کا اعتبار نیت پر ہے ہر شخص کے لئے وہی بات حاصل ہوتی جس کی نیت کرتا ہے جو شخص اللہ اور رسول کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے ہجرت کرے گا اس کی ہجرت خدا اور رسول کیلئے ہوگی۔اور جو شخص دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کرے گا اس کی ہجرت اسی لئے سمجھی جائے گی

---

(۱) مفہوم مصداق دینا میں اگرچہ عورت بھی داخل تھی لیکن خصوصیت کے ساتھ اس کے ذکر میں علاوہ تخصیص بعد تعمیم اور دیگر فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی ہو گیا کہ شان نزول (یعنی سبب ورود حدیث کی طرف خاص تصریح ہو گئی کیونکہ یہ کلام آپ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا تھا جب کہ ایک شخص نے عورت (یعنی ام قیس جکا نام جذامہ یا قیلہ تھا) کے ہجرت کی تھی اس نے کہا تھا کہ اگر ہجرت کرو تو تم سے نکاح کروں ورنہ نہیں۔انہوں نے نکاح کی طمع میں ہجرت کی اور اسی لئے مہاجر ام قیس مشہور ہو گئے۔

فائدہ:۔آپ نے اِلیٰ مَاهَاجَرَ فرمایا دوبارہ دنیا اَوْ اِمْرَاةٍ نہیں فرمایا جس س علاوہ اختصار کے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ آپ بمقابلہ امور آخرت کے دنیا اور نعیم دنیا سے بالکلے بے پرواہ ہیں کہ مکرر ان کا ذکر زبان پر نہ لائے ورنہ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اكثر ذِكْرَهُ۔

(۲) اس حدیث کو درجہ صحابہ میں حضرت عمر کے سواء کسی نے روایت نہیں کیا ان سے علقمہ (تابعی) نے سنا ان سے محمد بن ابراہیم تیمی (تابعی) نے روایت کیا ان سے یحییٰ بن سعد (تابعی) نے روایت کیا یحییٰ بن سعد سے اس کو تقریباً دو سو راویوں نے روایت کیا جن میں اکثر بڑے بڑے ائمہ حدیث تھے پس تین درجہ تک یہ حدیث گویا خبر واحد رہی اس کے بعد درجہ شہرت کو ایسی طرح پہنچی کہ متواتر کے ہموزن ہو گئی۔یہ ایک نہایت مہتم بالشان اور اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کو علماء نے ثلث اسلام اور ربع اسلام کہا ہے سند کے اعتبار سے دیکھئے تو کامل واکمل نظر آتی ہے اور مضامین عالیہ وفوائد بیش بہا پر غور کیجئے تو جوامع الکلم کا اعلیٰ نمونہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔

اسی لئے اکثر علماء محدثین اپنی کتابوں کو اسی سے شروع کرتے ہیں اس لحاظ سے مناسب یہ تھا کہ بزرگوں کی طرز پر اس مجموعہ احادیث میں بھی اول یہی حدیث ہوتی لیکن ایک خالص مناسبت سے حدیث تسمیہ شروع میں رکھی گئی ہے نیز یہ رسالہ ایسی حیثیت نہیں رکھتا کہ محدثین اسلام کی روش اختیار کر سکے پھر بھی ابتداء اضافی حاصل ہے یہ حاشیہ صرف طلبہ کے لئے لکھا گیا ہے۔

ہجرت کہتے ہیں کفرستان کو چھوڑ کر دارالاسلام (۱) میں جانے کو۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام کاموں میں نیت کا اعتبار ہے اگر نیت اچھی ہو گی ثواب ملیگا ورنہ نہیں یہاں تک کہ ہجرت جو بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ عمل ہے اس میں اگر نیت بخیر ہو گی اور محض اللہ کی رضا کی واسطے ہجرت کرے گا تو مقبول ہو گی اور یہاں تک ثواب ملیگا کہ ہجرت سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر دنیاوی طمع یا عورت کی محبت کے لئے وطن چھوڑ کر ہجرت کرتا ہے تو ثواب کچھ نہ ہو گا یہی حالت ہے کہ دوسرے اعمال کی مثلاً ایک شخص خداتعالیٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بنواتا ہے یا کوئی شخص نکاح اور شادی کے بعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ولیمہ کا کھانا کھلاتا ہے تو ان کو بے انتہا ثواب خدا تعالیٰ عطا فرمائے گا اور اگر شہرت اور ناموری کے لئے کرتے ہیں تو ثواب نہ ہو گا بلکہ الٹا گناہ سر پر رہے گا۔

مسائل متعلقہ نیت: ۔ وضو میں نیت مسنون ہے۔ روزہ میں نیت فرض ہے رمضان کے روزے اور نفل روزے کی نیت آدھے (۲) دن تک کرسکتا ہے قضا روزے کی نیت رات سے کرنی ضروری ہے اگر تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں مگر روزہ ارادہ دل سے نہیں کیا تو روزہ نہ ہو گا۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں نیت فرض ہے یا تو اس وقت نیت کرے جبکہ زکوٰۃ کیلئے مال علیحدہ کر کے رکھتا ہے یا دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرے اگر بلانیت روپیہ دیدیا اور ابھی لینے والے کے پاس موجود ہے تو بھی زکوٰۃ کی نیت کرسکتا ہے۔ اگر کسی کے ذمہ دس روپیہ زکوٰۃ کے واجب ہیں اور وہ پچاس روپیہ صدقات و خیرات میں بلا زکوٰۃ کی نیت کے صرف کر دے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ (نیت نام ہے دل کے ارادہ کا یہاں تک جو کئی دفعہ نیت کا لفظ آیا ہے اس سے یہی مطلب ہے کہ دل سے ارادہ کرے زبان سے کہے نہ کہے) اگر اچھا کھانا اس خیال سے کھاوے کہ عبادت کی طاقت حاصل ہو گی تو اس کھانے میں بھی ثواب ملے گا۔ اگر لذت اور حرص کیلئے بہت پیٹ بھر کر کھانا کھاوے تو بہت برا ہے لیکن اگر اس خیال سے کھائے کہ

---

(۱) اسلامی سلطنت۔ (۲) صبح صادق سے غروب آفتاب تک جتنے گھنٹے ہوں اس کو آدھا کرلو۔

مہمان بھوکا نہ رہ جائے تو ثواب ہے کسی شخص کی بیمار پرسی اگر خدا کی رضا اور سنت نبوی کے خیال سے کرے تو ثواب بے حساب حاصل ہو اور اگر صرف دنیاوی لحاظ سے کرتا ہے تو ثواب نہ ہوگا۔

زوجہ اگر خاوند کی خدمت خدا کا حکم اور ثواب سمجھ کر کریگی تو اجر ملے گا اور اگر صرف زیور اور عمدہ کپڑوں کے طمع سے کرتی ہے تو ثواب نہ ہوگا۔

مرد اگر اپنے بی بی بچوں کو کھلانے پہنانے میں ثواب کی نیت رکھے اور سمجھے کہ خدا کے لازم کئے ہوئے حقوق کو ادا کرتا ہوں تو بلا شبہ اس میں اس قدر ثواب ہوگا جتنا صدقہ دینے میں ہوتا ہے جس قدر مباح[1] اور جائز کام ہیں ان میں ثواب کی نیت سے اجر ملتا ہے کوئی حرام کام اچھی نیت سے جائز نہیں ہوتا۔ اگر صاف لفظوں میں بلا نیت کے بھی طلاق دے دیگا تو طلاق پڑ جائے گی۔ اگر کلمات کفر زبان سے کہے اور دل میں ایسا اعتقاد نہ ہو تو کفر کا حکم دیا جائے گا۔

حکایت:۔ دو بھائی تھے بڑا بالا خانہ پر عبادت کرتا تھا اور چھوٹا نیچے کے مکان میں فسق وفجور بدکاری میں مشغول رہتا اور دونوں وقت کھانا کسی قدر بھائی کو پہنچا دیتا۔ اسی طرح چالیس برس گذر گئے۔ ایک روز بڑے بھائی کو شیطان نے ورغلایا کہ فضول چالیس برس سے محنت کرتا ہے ابھی تیری عمر اسی برس باقی ہے نیچے چل کر چالیس برس عیش و آرام اور بدکاری میں گذار لے اور چالیس برس پھر عبادت کر لینا۔

شیطان کی بات پر یقین کر کے یہ شخص بالا خانہ سے نکلا۔ اور نیچے جانا چاہا۔ اسی وقت چھوٹے بھائی کو خدا نے ہدایت فرمائی اور چالیس برس عیش پرستی میں ضائع ہونے پر افسوس کیا اور نیت کی کہ بڑے بھائی کے پاس چل کر گناہوں سے توبہ کروں اور باقی عمر عبادت میں گذاروں یہ اسی نیت سے نکلا اور بڑا بھائی اوپر سے بد نیت کر کے آنا چاہتا تھا ٹھوکر کھا کر اوپر سے نیچے ایسی طرح گرا کہ چھوٹے بھائی کے سر پر آپڑا۔ اس صدمہ سے دونوں مر گئے۔

چھوٹے بھائی کو خدا تعالیٰ نے اس کی نیت کی برکت سے بخش دیا۔ اور بڑے

---

(۱) مباح وہ کام ہے جس کے کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

بھائی کو عذاب میں داخل کیا۔

(۳)مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا جو شخص میری طرف سے جھوٹ باتیں فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری مسلم) کہیں کہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمجھے۔

یہ ایک ایسی صحیح اور پختہ معتبر حدیث ہے۔ جس کو حدیث کے عالموں نے متواتر(۱) کہا ہے اور اور باسٹھ صحابی (۲)اس کو بیان کرنے والے ہیں جن میں عشرہ مبشرہ بھی داخل ہیں اور کوئی حدیث ایسی نہیں جس کو عشرہ(۳) مبشرہ نے بیا کیا ہو یا باسٹھ صحابہ اس کو بیان کرنے والے ہوں۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹ باتیں بنا کر بیان کرے وہ سمجھ لے کہ دوزخ میں جائے گا۔ اس لئے کہ جب جھوٹ ہی گناہ کبیرہ ہے تو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے جھوٹ کہنا تو بہت ہی سخت درجہ کا گناہ ہوگا اس زمانہ میں بھی بعض واعظ لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں ایسی بے سند اور غیر معتبر روایات بیان کرتے ہیں جن کا کچھ پتہ ہی نہیں اگرچہ واعظین کے لئے بہت کچھ وسعت ہے اور ترغیب وترہیب کے موقع اور فضائل اعمال کے لئے ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔

لیکن جن احادیث کا موضوع اور بے بنیاد ہونا ان کو خود معلوم ہے خدا سے ڈر کر انہیں تو چھوڑ دیں معتبر اور صحیح حدیثیں ترغیب وترہیب فضائل اعمال اور معجزات میں اس کثرت سے موجود ہیں کہ عمر بھر بیان کیجئے تو ختم نہ ہوں پھر موضوعات سے کیوں کام لیں کیا وہ نہیں جانتے کہ صرف حدیث وضع کرنے اور

---

(۱) متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے والے اس قدر لوگ رہے ہوں کہ جن کی طرف غلط اور جھوٹ کہنے کا شبہ نہ ہو سکے۔

(۲) صحابی کہتے ہیں اس شخص کو جس نے حالت اسلام میں اپنی بیداری کی حالت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو۔

(۳) عشرہ مبشرہ کہتے ہیں کہ ان دس صحابہ کو جن کے جنتی ہونے کی بشارت آپ نے ان کی زندگی ہی میں دیدی تھی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ابو بکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان ذی النورین۔ علی بن ابی طالب اسد اللہ۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ زبیر بن العوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپی زاد بھائی۔ عبد الرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ سعید بن زید حضرت عمر کے بہنوئی۔ ابو عبیدۃ بن الجراح وامین الامہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بنانے ہی کی ممانعت نہیں۔ بلکہ جس حدیث کا موضوع ہونا معلوم ہو اس نے نقل کرنے کا بھی ایسا ہی گناہ ہے

سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرف سے ایسی حدیث بیان کرے جس کو وہ کذب سمجھتا ہے تو وہ بھی کاذبین میں سے ہے۔

محدثین نے صاف کہہ دیا ہے کہ جس روایت کے موضوع ہونے کا گمان غالب ہو اس کو نقل کرنا جائز نہیں۔

(٤) مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

ترجمہ:۔ جس نے دین میں اپنی طرف سے ایسی بات نکالی جو دین میں نہیں (بخاری۔ مسلم) ہے پس اس کی بات مردود ہے۔

شریعت اسلام میں جو شخص بلا سند کوئی ایسی عبادت یا رسم نکالے جس کی قرآن وحدیث میں سند نہیں اس کی بات ہرگز مقبول نہ ہوگی۔

ایسا شخص گویا شریعت کو اپنے قصور فہم سے ناقص جانتا ہے اور اپنی طرف سے بدعت کی باتیں نکال نکال کر دین کو کامل بنانا چاہتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا'' اب کسی کا نو ایجاد کام شریعت میں مقبول نہ ہوگا بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق اس کے منہ پر مارنے کے قابل ہوگا۔

البتہ جو باتیں قواعد شرعیہ کے موافق ہیں اور ان کی سند قرآن وحدیث میں موجود ہے وہ مقبول ہوں گی جیسے مسائل فقہیہ (۱) وغیرہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ بعض لوگ جو امور محدثہ کیلئے صرف عوام کے دکھلانے کو ایسی احادیث لکھ دیتے ہیں جن سے مطلب کو کچھ علاقہ نہیں ہوتا ان سے عوام کو اعتبار آئے یا نہ آئے مگر عند اللہ اس ملمع سازی سے وہ باتیں مقبول نہیں ہوسکتیں۔

---

(۱) حرام وحلال وغیرہ کے جو مسئلے علماء نے قرآن وحدیث سے نکال جمع کر دئے ہیں ان کو مسائل فقہیہ کہتے ہیں۔

(۵) لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ ترجمہ:۔ کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ جب تک کہ مجھ کو اپنے باپ اور بیٹے اور اَجْمَعِیْن (بخاری۔ مسلم) تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ سمجھے۔

کمال ایمانی ہر گز نصیب نہیں ہو سکتا جب تک آدمی خدا اور رسول کی محبت کو سب چیزوں پر مقدم نہ کر دے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی خواہش اور آرزو کو نہ چھوڑ دے۔ اور ایمان پورا نہیں ہوسکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت نہ ہو جائے کہ سب عزیزوں کی محبت اس کے آگے ہیچ نظر آنے لگے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقدس ذات ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور آپ نے بھی اپنی امت کی خیر خواہی میں کسی طرح کمی نہیں چھوڑی۔ محبت کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی زبان سے محبت محبت کہا کرے اور دو چار غزلیں یاد کر لے بلکہ مدعا یہ ہے کہ آپ سے اس درجہ تعلق اور انس ہو جائے کہ آپ کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہ مانے۔ مثلاً ایک شخص کے تمام رشتہ دار اور عزیز کہتے ہیں کہ لڑکے کی شادی میں ناچ رنگ ضرور ہو اور خود اس کا بھی دل چاہتا ہے کہ خوب دل کا ارمان نکالوں مگر خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف سمجھ کر ڈر جاتا ہے اور شریعت میں ناجائز سمجھ کر اسی ارادہ سے باز آتا ہے اسی پر دوسری باتوں کو خیال کر لینا چاہئے جب دس بیس دفعہ اسی طرح خدا اور رسول کے حکم کے مقابلہ میں نفس کی خواہش اور رشتہ داروں کی محبت کو چھوڑ دے گا تو رفتہ رفتہ اندرونی علاقہ خدا اور رسول کی محبت کا بڑھتا جائے گا اور یہ محبت سب کی محبت پر غالب آجائے گی۔

اندک اندک آب بر آتش بزن تا شود نارے تو نورائے بوالحزن

حب رسول کی ظاہری علامت یہ ہے کہ آدمی سنت نبوی کا پند ہو کر بدعات کو اور گناہوں کو چھوڑ دے۔ شریعت محمدیہ کو رواج اور رونق دینے کی بدل و جان سے کوشش کرے۔ اگرچہ ایمان کامل واقع میں صحابہ ہی کا حصہ تھا۔ لیکن ہم لوگوں کو بھی کوشش کرنی چاہئے شاید خدا کی اعانت سے تھوڑا بہت کمال حاصل ہو جائے۔

روایت: اس حدیث کو سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ
لیہ وسلم اپنی جان کے سوا سب سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتا ہوں آپ نے فرمایا
ہ قسم ہے جب تک اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ رکھو گے مومن کامل نہ ہو گے۔
س آپ کے ارشاد اور باطنی تصرف سے خدا تعالیٰ نے ان کے قلب میں محبت
وترقی فرمادی تب عرض کیا کہ اس وقت آپ میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔
پؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ اب مومن کامل ہو گئے۔

٦)اَفْضَلُ الاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِیْ اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِیْ اللّٰہِ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ دوستی بھی خدا کے لئے کرے اور دشمنی
بھی خدا واسطے۔

یعنی اگر کسی سے محبت والفت ہو تو وہ خدا ہی کے لئے ہو اور اگر عداوت کی
وبت آوے تو بھی دنیا کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خدا کے لئے ہو۔ مثلاً ایسے لوگوں
سے دشمنی رکھے جو خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے۔ حرام مال کھاتے ہوں نماز
روزے کے پابند نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اور جو لوگ خدا کے فرماں بردار بندے
وں ان سے دوستی رکھے۔

غرض خدا کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھے یہ سب اعمال
سے افضل اس لئے ہے کہ جب یہ مرتبہ حاصل ہو گا تو خود بھی تمام برے کاموں
سے بچے گا اور اچھے کام اختیار کرے گا۔ (زیادہ تفصیل اس موقع پر عام فہم نہیں)

٧)اَحَبُّ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاَنْ اَقَلَّ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ عمل ہے جو دوامی ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

جو عبادت کم ہو مگر ہمیشہ کرتا رہے وہ اس عمل اور عبادت سے بہتر ہے جو
بت ہو مگر چند روز کر کے چھوڑ دی جاوے مثلاً دو چار روز دس دس پارے قرآن
ھا اور پھر بالکل چھوڑ دیا اس سے بہتر ہے کہ ایک دو پارہ ہر روز حسب طاقت
ھے اور مداومت کرے یا دو چار راتیں بالکل عبادت میں گذاریں اور پھر چھوڑ
اس سے یہ اچھا ہے کہ ہمیشہ دو چار رکعت نفل رات کو پڑھے مگر ہمیشہ پڑھے

اسی طرح اور تمام اعمال کا دواماً کرنا پسندیدہ ہے دو چار روز زیادہ زیاد کر کے چھوڑ دینا اچھا نہیں کیونکہ اگر ہمیشہ عمل کریگا تو نفس کو عادت پڑ جائے گی اور ذکر خداوندی اور نیت بخیر ہمیشہ رہنے سے اس کا اثر دل پر پہنچے گا اور جو چند روزہ عمل ہو گا اس کا ثواب بلا شبہ حاصل ہو گا۔ لیکن قلب تک جو اثر پہنچتا وہ ضائع ہو جائے گا اور عبادت کو بلا ضرورت چھوڑ دینے میں ایک طرح کی گستاخی بھی ہے۔

گویا خدا کی عبادت سے گھبرا گیا۔

(۸) لاَتُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طَھُوْرٍ وَلاَ صَدَقَۃٌ مِنْ غُلُوْلٍ (مسلم)

ترجمہ :۔ کوئی نماز بدون پاکی کے مقبول نہیں ہوتی اور مالِ حرام میں سے صدقہ مقبول نہیں ہوتا۔

جب تک غسل کی ضرورت میں غسل اور وضو کی ضرورت میں وضو نہ کرے تو نماز بالکل قبول نہیں۔ اگر بدون وضو کے نماز پڑھے گا بہت سخت گناہ ہو گا بلکہ بعض عالموں کے نزدیک تو کافر ہو جائے گا۔ البتہ اگر غسل یا وضو کے لئے پانی نہیں ملتا یا بیماری کی وجہ سے وضو اور غسل کرنے سے معذور ہے تو بجائے وضو اور غسل کے تیمّم کافی ہے۔

مال حرام میں سے جو صدقہ دیا جائے وہ ہرگز مقبول نہیں ہوتا بلکہ اندیشہ کفر کا ہے آج کل جو لوگ رشوت اور سود کے مال سے کچھ صدقہ خیرات کر کے خوش ہوتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے اور حلال مال میں سے خدا کی راہ میں صرف کرنا چاہئے۔

مسئلہ :۔ جس طرح عذر کی حالت میں وضو کے بدلے ایک دفعہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مار کر چہرہ پر پھر لینے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر ہاتھوں پر پھیر لینے سے وضو کا تیمّم ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح غسل کی جگہ عذر میں تیمّم کر سکتا ہے البتہ دل سے ارادہ رکھے کہ غسل کے بدلے تیمّم کرتا ہوں۔

ایک شخص نے وضو کیا تھا مگر اب یہ خیال نہیں رہا کہ وضو ٹوٹا یا نہیں۔ ایسی حالت میں بلا شبہ نماز جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نیا وضو کر لے جو مال خالص رشوت یا سود کا ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ جن لوگوں سے لیا تھا انکو واپس

کر دینا واجب ہے اور اگر وہ اور ان کے وارث بھی نہ ملیں تو اس مال کو مالک کی طرف سے صدقہ کر دینا چاہئے۔

(۹) مَنْ تَوَضَّا فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنْ اِسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ:۔ جو کوئی وضو کرے اسے ناک صاف کرنا چاہئے اور جو کلوخ لے اسے طاق عدد لینا چاہئے۔

وضو کرتے ہوئے ناک میں پانی دیکر ناک کو جھاڑ دینا چاہئے خاص کر صبح کی وضو میں بہت مبالغہ اور تاکید سے ناک صاف کرنا چاہئے۔ جب کلوخ سے استنجاء کرے تو طاق عدد استعمال کرے یعنی تین یا پانچ ڈھیلے یا پتھر سے صفائی کرے۔

اگر دو یا چار کلوخ سے صفائی ہو جائے تو ایک اور لے لے تاکہ طاق عدد پورا ہو جائے یہ باتیں اگرچہ بظاہر چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ادائے سنت کے خیال سے ان کی پابندی کرے گا تو بڑے بڑے صدقات سے زیادہ ثواب اور فائدہ اس میں ملے گا۔

مسائل:۔ ہڈیاں اور کوئلہ اور سادہ کاغذ سے استنجاء کرنا مکروہ لکھے ہوئے کاغذ سے پاخانہ استنجاء کرنا حرام ہے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے اور پیشاب کے لئے قبلہ کی طرف منہ اور پشت کر کے بیٹھنا ناجائز ہے۔ بلا ضرورت پاخانہ میں ننگے سر نہ جانا چاہئے۔ ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ ضعیف ہیں اس وجہ سے پیشاب سے فراغت کے بعد کلوخ لیکر دس بیس قدم چلنا چاہئے۔ تاکہ قطرہ نکل جائے اگر فوراً ہی پانی سے پاک کر لیا جائے گا تو قطرہ نکل کر کپڑے ناپاک ہو جائیں گے اور نماز باطل ہو گی البتہ جن لوگوں کو قطرہ بالکل نہ آتا ہو ان کو کلوخ کی ضرورت نہیں۔ پورب کے لوگ اس سے بہت غافل ہیں خیال رکھنا چاہئے۔

(۱۰) اَلسِّوَاكُ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مِرْضَاةٌ لِلرَّبِّ (نسائی)

ترجمہ:۔ مسواک سے منہ صاف پاک اور خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

مسواک ایسی بڑی سنت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ اگر اپنی امت کی دقت اور تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو مسواک کو فرض کر دیتا۔

چالیس حدیثوں میں اس کی تاکید وارد ہے مسواک کے صدہا فائدے ہیں ادنی فائدہ یہ ہے کہ منھ صاف رہتا ہے اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور موت کے وقت کلمہ یاد آتا ہے۔

وضو میں مسواک ضروری سنت ہے کلی کرتے وقت مسواک کرنا چاہئے۔

روزہ میں مسواک جائز ہے بہت باتیں کرنے کے بعد اور سو کر اٹھنے کے وقت اور تلاوت قرآن کے لئے مسواک مستحب ہے عورتوں کے لئے کسی قسم کا منجن یا گوند جس سے دانت صاف ہو جائیں۔ مسواک کی جگہ کافی ہے لڑکوں کو بھی مسواک کرنا چاہئے۔

بہتر یہ ہے کہ مسواک پیلو کے درخت کی ہو یا کسی اور کڑوے درخت کی، جس کے گر گئے ہوں اس کو سخت کپڑے یا انگلی سے مل دینا کافی ہے۔ دوسرے شخص کی مسواک بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہیں اجازت ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۱۱) اِذَااَتَیٰ اَحَدُکُمْ اَھْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّاءْ بَیْنَھُمَا وَضُوْءً (مسلم)

ترجمہ:۔ جب کوئی اپنی زوجہ سے صحبت کر کے دوبارہ کرنا چاہئے تو درمیان میں وضو کر لے۔

ایک دفعہ صحبت کرنے کے بعد اگر اسی شب میں دوسری بار ارادہ ہو تو پہلے استنجاء اور وضو کر لے پھر دوسری دفعہ صحبت کرے اس طرح دل کو فرحت اور بدن کو پاکی حاصل ہو جائے گی اور ارشاد نبوی پر عمل کرنے کی وجہ سے ثواب بے حساب پاوے گا اور اگر درمیان میں غسل بھی کر لے تو بہت بہتر پاکیزگی کا باعث ہو۔ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ غسل کر لے یا وضو اور استنجاء کر کے سوئے جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کی عادت کرنے سے نسیان پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کبھی کھانے کی ضرورت پڑے تو وضو کر لینا چاہئے مرد اور عورت اس حکم میں برابر ہیں۔ جنابت والے کا پسینہ پاک ہوتا ہے۔

(۱۲) اِذَآ جَآءَ اَحَدُکُمْ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ (بخاری۔ مسلم)

جمعہ :۔ جمعہ کے لئے غسل کرنا چاہئے۔

جمعہ کے لئے غسل کرنا نہایت مؤکدہ سنت ہے حدیثوں میں اس کی بہت کیدآئی ہے۔ یہاں تک بعض علماء اس کے واجب ہونے کے قائل ہوگئے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے لئے ایسے وقت غسل کرے کہ اسی وضو و غسل سے عہ کی نماز ادا کرے لیکن اگر نماز جمعہ سے بہت پہلے غسل کرلے یا شب کو غسل کی ضرورت ہوئی اور صبح کو فجر کی نماز سے پہلے غسل کرلیا تب بھی جمعہ کے غسل کا واب حاصل ہو جائے گا جمعہ کے روز عورتوں کو بھی غسل کرنا ثواب ہے۔

جمعہ کے لئے اچھے کپڑے پہننا۔ مسواک کرنا۔ خوشبو لگانا۔ سویرے مسجد میں انا مسنون ہے حتی المقدر اول صف میں یا ایسی جگہ بیٹھے کہ خطبہ کی آواز سن سکے۔

خطبہ کے وقت خاموش رہنا چاہئے اگرچہ خطبہ کی آواز نہ آوے۔ خطبہ کے وقت سلام کرنا باتیں کرنا دعا مانگنا۔ وظیفہ پڑھنا۔ زبان سے درود پڑھنا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اگر خطبہ سے پہلے نماز شروع کرچکا ہے تو پوری کرلینا چاہئے، جب خطبہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے تو دل سے خیال کرے کہ خدا تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرماوے مگر زبان سے خاموش رہنا چاہئے اگر خطبہ ایک شخص پڑھے۔ اور نماز دوسرا شخص پڑھاوے تو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ایک ہی شخص خطبہ اور نماز پڑھاوے۔

جمعہ کے روز حجامت بنوانا، ناخن اور لبیں کتروانا۔ ناف اور بغل کے بال صاف کرنا مسنون و مستحب ہے۔ ناف اور بغل کے بال چالیس دن کے اندر اندر صاف کرنا چاہئے اگر چونا ہڑتال یا انگریزی پوڈر لگا کر بال صاف کردیے جائیں تو بھی جائز ہے لیکن مرد کے لئے افضل یہ ہے کہ استرے سے بال مونڈے۔

جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت نہایت مکروہ بلکہ حرام ہے جمعہ کے دن صدقہ دینے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

(۱۳)اَلاِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ(ابن ماجہ)

ترجمہ:۔دواور دو سے زیادہ جماعت ہیں۔

یعنی اگر ایک امام اور ایک مقتدی ہو تب بھی جماعت ہو جاتی ہے اور زیادہ میں بھی۔

مسائل:۔اگر ایک ہی مقتدی ہو تو اس کو دائیں طرف کھڑا کر لینا چاہئے۔

اگر مقتدی صرف ایک لڑکا ہو تب بھی جماعت ہو جاتی ہے اگر صرف ایک عورت مقتدی ہو تب بھی جماعت ہو جائے گی۔ لیکن عورت کو پیچھے کھڑا کرنا چاہئے برابر کھڑی ہو گی تو نماز نہ ہو گی۔اگر ایک شخص تنہا مغرب یا عشاء یا فجر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک شخص آکر مقتدی بن گیا تو امام کو چاہئے کہ قراءت پکار کر پڑھے ورنہ سجدہ سہو واجب ہو گا۔ جمعہ کی نماز دو آدمیوں سے نہیں ہو سکتی کم از کم تین مقتدی اور ایک امام ہونا ضروری ہے میراث وغیرہ کے متعلق اس حدیث کے معنی چونکہ عام فہم نہ تھے چھوڑ دئے گئے۔

(۱٤)وَسِطُوْا الاِمَامَ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ(ابوداؤد)

ترجمہ:۔امام کو بیچ میں رکھو اور شگافوں کو بند کرو۔

نمازیوں کو دائیں بائیں اس طرح برابر کھڑا ہونا چاہئے کہ امام درمیان میں ہو اور دونوں طرف مقتدی برابر ہوں یہ ہونہ چاہئے کہ ایک طرف صف بڑھتی چلی جائے اور دوسری طرف دو چار نمازی ہوں اور جماعت کو باہم خوب مل کر کھڑا ہونا چاہئے۔ درمیان میں کشادگی رکھنے سے نماز میں نقصان آتا ہے۔

مسئلہ:۔ امام کے دائیں طرف کھڑے ہونے کا زیادہ ثواب ہے لیکن اگر بائیں طرف آدمی کم ہوں تو اسی طرف جماعت کو پورا کرنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے اگر ایک شخص ایسے وقت آیا کہ اگلی صف میں جگہ ہو تو پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے اگر جگہ نہ ہو تو تنہا کھڑا ہونا جائز ہے۔ اگلی صف میں سے کسی کو پیچھے لانے کی اس زمانہ جہل میں ضرورت نہیں اور اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو وصف کے اخیر میں بائیں طرف کھڑا کر دینا چاہئے اور اگر دو ہوں تو ان کو جماعت کے پیچھے کھڑا کرو۔

امام کو چاہئے کہ رکوع سجدے اچھی طرح کرے قرأت صاف اور مختصر پڑھے۔ رکوع سجدے اور قرأت اتنی دراز ہرگز نہ کرے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔ نماز اطمینان سے پڑھاوے مگر خفیف اور مختصر۔

(۱۵) اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ (مسلم)

ترجمہ:۔ سجدے میں ہتھیلیاں زمین پر رکھ دو اور کہنیاں اٹھائے رکھو۔

سجدے میں کہنی اور بازو زمین پر نہ بچھانا چاہئے ادب اور عاجزی کی صورت یہ ہے کہ پیشانی اور ہتھیلیوں کو اچھی طرح زمین پر رکھ دے اور پیٹ اور بازوؤں کو خوب کشادہ کر کے زمین سے اوپر رکھے کہنیوں کو زمین پر بچھا دینے میں ایک قسم کی سستی اور کاہلی پائی جائیگی حالانکہ نماز کو نہایت مستعدی سے ادا کرنا چاہئے۔ لیکن عورتوں کو ہاتھ بازو سب زمین پر بچھا کر پیٹ کو ہاتھوں سے ملا رکھنا چاہئے ان کے لئے یہی مناسب ہے۔

مسائل:۔ اگر کسی وقت دیر تک سجدے کرنے میں یا ضعف کی وجہ سے ضرورت ہو تو کہنیوں کو گھٹنوں پر رکھ لینا چاہئے زمین پر نہ رکھے۔ اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو ہاتھوں کو اتنا کشادہ نہ کرے کہ دوسروں کو تکلیف اور تنگی ہو۔

سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کو خوب ملا لینا چاہئے۔ رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو خوب کھول کر زانوں کو مضبوط پکڑنا چاہئیے سجدے میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا چاہئے۔ یہ حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر ہے۔

(۱۶) اَلَّذِیْ یَفُوْتُهُ الْعَصْرُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ:۔ جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی گویا اس کا مال اور اولاد برباد ہو گئے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثال دیکر فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز قضا ہونے سے آخرت کا اتنا بڑا نقصان ہوتا ہے جیسے دنیا میں کسی کا مال اور اولاد جاتا رہے۔

پس جس طرح انسان اپنے مال اور اولاد کی دل و جان سے حفاظت کرتا ہے اسی طرح عصر کی نماز کی حفاظت کرنی چاہئے اور جیسے اولاد اور مال ضائع ہو جانے پر

غم ورنج کرتا ہے ایسے ہی عصر کی نماز قضا ہو جانے پر غم کرنا چاہئے۔ اگر چہ تمام نمازوں کی نہایت سخت تاکید قرآن وحدیث میں فرمائی گئی ہے لیکن عصر کی نماز کی تاکید قرآن مجید اور احادیث نبوی میں اور بھی زیادہ خاص طور سے فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا مسلمان کو لازم ہے کہ خاص طور سے اس کا خیال رکھے اور قضا نہ ہونے دے۔

مسئلہ :۔ عصر کی نماز کو اتنی دیر کر کے پڑھا کہ دھوپ زرد پڑ جائے مکروہ ہے اگر کبھی عصر کی نماز کو اتنی دیر ہو جائے کہ آفتاب بالکل غروب ہو جانے لگے تو اس وقت بھی ادا کر لینی چاہئے نماز ہو جائے گی اگر چہ پڑھتے پڑھتے آفتاب ڈوب جائے۔

عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے مگر قضا نماز کو ادا کرنا اور سجدہ تلاوت اور جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

جھوٹی قسم کھانیکا ہمیشہ نہایت سخت گناہ ہے لیکن عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانا بہت ہی شدید گناہ ہے۔

(۱۷) مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الاِزَارِ فِیْ النَّارِ (بخاری)

ترجمہ :۔ ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانے والا دوزخ میں جائے گا۔

پاجامہ اور تہبند ٹخنے سے اوپر رہنا چاہئے اگر ٹخنے سے نیچے لٹاویگا تو بموجب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں جانے کا باعث ہوگا یہ ایک ایسا ڈرانے والا حکم ہے کہ اس کے سننے بعد مسلمانوں کو جرأت نہیں ہونی چاہئے کہ ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکاوے مگر اس زمانہ کے بعض پڑھے لکھے جاہل طرح طرح کی حجتیں نکالتے ہیں کہ ہم تکبر کی وجہ سے نہیں لٹکاتے وغیرہ وغیرہ۔

اے عزیز ذرا خیال تو کرو کہ اگر تکبر اور خود رائی کی وجہ سے نہیں کرتے تو اور کون سے فائدہ کے لئے لٹکاتے ہو اور اگر مان بھی لیا جائے تم تکبر نہیں کرتے تو متکبرین سے مشابہت تو ہوتی ہے لہٰذا اس فعل سے باز آؤ۔

ہمارے بعض شوقین نوجوان بھائی انگریزی لباس کے دلداہ ایک تھیلے نما پاجامہ ایسا لمبا پہنتے ہیں کہ بوٹ اور گرگابی (جوخہ) ڈھانپ لیتا ہے خیر انگریزی لباس کے متعلق کچھ لکھنے کی تو یہاں گنجائش نہیں مگر ذرا اسلام کا خیال کر کے اسی

پاجامہ کو ذرا اونچا بنوائیں کہ ٹخنا کھلا رہے۔

مسئلہ :۔ کرتہ، انگرکھا۔ کوٹ۔ عبا، چوغہ وغیرہ بھی ٹخنے سے نیچا ناجائز ہے عورتوں کو اس قدر نیچا پاجامہ پہننا چاہئے کہ ٹخنا بلکہ پاؤں بھی ڈھک جائے تو مضائقہ نہیں۔ عورتوں کو آستین اتنی لمبی رکھنی چاہئے کہ ہاتھ کے انگوٹھے تک آجائے عمامہ کا شملہ ایک ہاتھ سے زیادہ نہ چھوڑنا چاہئے۔

(۱۸) اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ اَلْمُصَوِّرُوْنَ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ :۔ تصویر بنانے والوں کو قیامت میں نہایت سخت عذاب ہوگا۔

تصویر بنانے میں ایک قسم کی مشابہت خدائے برحق کے ساتھ لازمی آتی ہے لہٰذا تصویر بنانے والوں کو قیامت میں بہت سخت عذاب ہوگا۔ جو تصویریں وہ بناتے تھے ان کے سامنے لاکر کہا جاوے گا کہ ان میں جان بھی ڈال دو۔ جب وہ جان نہ ڈال سکیں گے تو خدا تعالیٰ ان میں جان ڈال کر اس شخص کے عذاب دینے کے لئے انہیں کو مقرر کر دے گا۔ اگر ہمسری کا خیال دل میں لاکر یا جائز و حلال سمجھ کر تصویریں بناوے تو کافر ہو جاوے۔

افسوس ہے کہ بعض غریب مسلمان تصویر بنا کر روزی کماتے ہیں محنت بھی کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ جو چیزیں جاندار نہیں ان کی تصویر بنانا جائز ہے۔ مثلاً درخت، پہاڑ، مکان، ریل، جہاز وغیرہ۔

(۱۹) لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ (۱):۔ جس میں گھر میں کتا یا تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے۔

مکان میں کتے اور تصویر کو رکھنا ایسا سخت گناہ ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے وہاں وہ فرشتے نہیں جاتے جو رحمت اور برکت لے کر اترتے ہیں کیونکہ اس قسم کی چیزوں سے فرشتوں کو بہت نفرت ہے لیکن وہ فرشتے جو ہمارے اعمال لکھتے ہیں یا جان نکالنے آتے ہیں وہ حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے ایسی جگہ بھی جاتے ہیں اسی طرح جس مکان میں غسل کی حاجت والا شخص ہو سستی کر کے پڑا

(۱) سب روایتوں کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

رہے نماز کا وقت ٹلا دے وہاں بھی رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔

اس زمانہ ہمارے بعض شوقین مسلمانون اور بھائیوں اور نئی روشنی کے پابند رئیسوں کو عجیب مرض لگا ہے کہ کتا اور تصویر ان کے سامان آرائش اور فرحت میں داخل ہو گیا ہے۔ محض شوقیہ بلا کسی فائدے کے کتے پالتے ہیں اور گناہ بے لذت میں مبتلا ہوتے ہیں، جب آرام گاہ اور کوٹھی کو سجانے اور زیبائش کا خیال ہو گا تو ایک دو در جن تصویریں پہلے خریدیں گے جنہوں نے کچھ پڑھ لیا ہے وہ اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ اس صحیح اور سچی حدیث میں طرح طرح کی دور از کار باتیں نکالتے ہیں۔

کیا مسلمانوں پر اس ہادی برحق کا اتنا بھی حق نہیں کہ اس کے فرمانے سے ایک دو بالکل بے سود چیزیں چھوڑ دیں۔ کیا مکانات کے نقشے اور یورپ کے سامان آرائش ان کو کافی نہیں۔

زینت و فرحت اسی حد تک بھلی معلوم ہوتی ہے کہ شریعت کی حد سے خارج نہ ہو جائے۔

مسائل:۔ فرش اور بچھونے پر جو تصویر ہو وہ معاف ہے البتہ نماز کے وقت تصویر پر سجدہ نہ کرے۔ نمازی کے آگے تصویر لٹکتی ہو یا تصویر دار کپڑے پہن کر نماز پڑھے تو مکروہ ہو گی۔ شکاری کتے کا پالنا اور مکان باغ یا کھیتی کی حفاظت کے لئے پالنا جائز ہے۔ بچوں کو کھیلنے کے لئے تصویر خرید کر دینا جائز نہیں۔ کپڑے کی گڑیاں جن سے لڑکیاں کھیلتی ہیں جائز ہیں۔ بشرطیکہ ان میں آنکھ، ناک نہ بنائی گئی ہو۔ محض چھوٹے لڑکے کھیلنے کے لئے کتے کے بچے پکڑ لاتے ہیں ان کو روکنا چاہئے۔ ناجس برتن میں منہ ڈالدے وہ تین مرتبہ اچھی طرح دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن زیادہ پاکی اور صفائی کے لئے سات مرتبہ دھوڈالنا بہتر ہے۔ روپیہ پیسہ جیب یا کمر میں رہے تو کچھ خلل نماز میں نہیں آتا۔ دیا سلائی جیب میں ڈال کر نہ پڑھنا چاہئے۔

(۲) لَاتَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ :۔ سخن چین (چغل خور) جنت میں نہ جائے گا۔

ایک جگہ کی بات جا کر دوسری جگہ لگانا اور دوسرے شخص سے جا کر کہنا کہ فلاں تم کو ایسا ایسا کہتا تھا اس کو نمیمہ کہتے ہیں ایسا شخص دنیا میں بھی ذلیل رہتا ہے اور آخرت کی ذلت تو اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا۔

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نمیمہ صرف یہی نہیں کہ کسی سے بیان کرے کہ تجھ کو فلاں شخص ایسا کہتا تھا بلکہ نمیمہ یہ ہے کہ کسی کی وہ بات ظاہر کی جائے۔ جس کے ظاہر ہونے کو وہ برا سمجھتا ہے اگر اشارہ کنایہ سے بھی کسی کی برائی ظاہر کر دیے گا تو نمامی، چغل خوری کا گناہ ہو گا پس اگر کوئی تمہارے پاس چغل خوری کے لئے آوے تو یہ بات کرو کہ اس کی بات کا یقین مت کرو۔ اس کو منع کرو۔ نصیحت کرو۔ اس کو اس لئے برا سمجھو کہ وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس کی طرف سے اس نے کچھ برائی بیان کی ہے اس کی طرف سے دل میں برائی نہ لاؤ۔ جو کچھ برائی اس نے بیان کی تھی اس کا پتہ لگانے کے لئے تلاش اور جستجو کرتے نہ پھرو۔ جو کچھ اس نے کہا تھا اس کو دوسروں سے بیان نہ کرو۔

اگر بادشاہ اور حاکم سے انتظام کرنے کے لئے کسی کی برائی بیان کرے تو جائز و مستحب ہے باپ سے بیٹے کی برائی بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ باپ اس کو منع کر سکتا ہو اگر کسی شخص کو بلا قصور تکلیف دینے یا قتل کرنے کا کسی جگہ مشورہ سن پائے تو واجب ہے کہ اس کو خبر کر دے۔

(۲۱) لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (بخاری مسلم)

ترجمہ :۔ رشتہ کو قطع کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔

جو شخص اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے قطع تعلق کرے اور مروت احسان حسب طاقت نہ کرے اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ جنت میں نہ جائے گا۔

اس زمانہ میں لوگ غیروں سے دوستی اور مدارات رکھتے ہیں مگر اپنے بھائی

اپنے عزیز رشتہ داروں کو اکثر بے پرواہ ہو جاتے ہیں اور ذرا سے دنیاوی جھگڑے یا شادی کی رسم ورسوم اور زمین وباغ کے مقدمہ کی وجہ سے بالکل علاقہ توڑ دیتے ہیں۔ کھانا، پینا، لینا، دینا جدا رہا بولنا بھی چھوڑ دیتے ہیں ایسی باتوں کا بہت جلد باہم شریعت کے موافق فیصلہ کر لینا چاہئے اور اپنے عزیزوں کی مدد اور سلوک میں جہاں تک طاقت ہو کوتاہی نہ کرنی چاہئے مال سے مدد کرنے کی طاقت نہ ہو تو ہاتھ سے زبان سے ان کی مدد کرتا رہے اور ملتا رہے۔

مسئلہ :۔ اگر ایک روپیہ صدقہ اور زکوٰۃ کا یا ایک روٹی خدا کے واسطے کسی فقیر کو دو گے تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہی روٹی یا روپیہ محتاج بھائی بہن یا چچا تایا کو دو گے تو بیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اب تم خود سوچ لو کہ نفع کس میں ہے اگر کسی رشتہ دار سے خلاف شرع کام کرنے مثلاً نماز نہ پڑھنے بدکاری کرنے کی وجہ سے علاقہ اور ملنا چھوڑ دیا جائے تو جائز ہے جب وہ توبہ کرے تو پھر مل جانا چاہئے۔

(۲۲) الظلم ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ :۔ دنیا میں ظلم کرنا آخرت کے اندھیرے کا سبب ہے۔

قیامت میں جب جنت اور دوزخ کے درمیان پل بنایا جائے گا اس وقت مومنوں کے آگے آگے نور دوڑتا چلا جائے گا جس کی وجہ سے وہ حفاظت سے گذر جائیں گے۔ لیکن ظلم کرنے والوں کے لئے بالکل اندھیرا اور تاریکی ہو گی۔ وہ ٹھوکریں کھائیں گے اور خوار ہوں گے بہت سے لوگ کٹ کر دوزخ میں جا پڑیں گے۔ پس مسلمانوں کو ظلم سے بہت بچنا چاہئے۔ برابر والے پر تو ظلم کرنے کی بہت کم طاقت ہوتی ہے۔ لیکن اپنے سے ضعیف پر سب ظلم کرتے ہیں۔ ظلم کر ہزاروں صورتیں ہیں سب سے بچنا چاہئے۔ کس کس کو بیان کیا جائے بعض جو واقع میں ظلم ہیں مگر لوگ ان کو ظلم نہیں سمجھتے ان میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ زوجہ کو چھوڑ کر دوسری عورت سے تعلق پیدا کرنا ظلم ہے جس نے تم کو ایک طمانچہ مارا اس کو دو طمانچہ مارنا ظلم ہے ایک کا بدلہ ایک چاہئے۔ چار آنے کی چیز زبردستی تین آنے

میں لینا ظلم ہے کسی سے بلا استحقاق زبردستی خدمت لینا ظلم ہے شاگرد کو اچھی طرح سبق نہ سمجھانا ظلم ہے۔ استاذ سے فضول سوال کرنا ظلم ہے۔ باوجود طاقت کے قرض ادا نہ کرنا یا مزدور کی مزدوری نہ دینا ظلم ہے۔ چوری کا پتہ معلوم ہو اور نہ بتاوے ظلم ہے وغیرہ وغیرہ۔

لکھ دیا ہے سر مظلوم پہ مخفی خط میں دور رحمت سے ہوا میر استانے والا۔

(۲۳) اَلنَّارُ لَایُعَذِّبُ بِھَا اِلاَّ اللّٰہُ (بخاری)

ترجمہ:۔ آگ سے خدا تعالیٰ ہی عذاب دے سکتا ہے دوسروں کو نہ چاہئے (۱)

یعنی تم لوگوں کو نہ چاہئے کہ کسی کو آگ میں جلا کر سزا دو بلکہ یہ خاص صفت خدا تعالیٰ کی ہے کہ وہ سزا کے لئے نار میں ڈال دیتا ہے۔ پس تم اگر کسی کو سزا دینی چاہو یا مار ڈالنا چاہو تو دوسری طرح مارو۔ لاٹھی، پتھر، تلوار سے کسی طرح مارو مگر جلاؤ نہیں۔ مثلاً بچھو، سانپ، بھیڑیئے وغیرہ کو اگر مارنا چاہو تو زندہ آگ میں نہ ڈالو دوسری طرح مار دو۔ بعض ظالم لوگ اپنے بچوں کو یا نوکروں کو کبھی کبھی سزا دینے کے لئے گرم چمٹے (۲) سے داغ دیتے ہیں اور بعض ناواقف لوگ چیونٹے یا برے (۳) کو آگ سے جلا دیتے ہیں یہ سب حرام اور ناجائز ہے۔

مسئلہ:۔ پانی جوش دیکر چارپائی میں ڈال کر کھٹمل نہ جلانا چاہئے۔ دھوپ میں چارپائی ڈال کر اس کو جھاڑ کر کھٹمل مار دینا درست ہے۔ بیماری وغیرہ کی سخت ضرورت میں آدمی اور جانور کے داغ لگانا جائز ہے مگر چہرہ اور سر پر جائز نہیں۔

(۲۴) اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْہَ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ جب کسی کو مارو تو منہ پر نہ مارو۔

یعنی اگر کسی کو شرعی (۴) سزا دو یا اپنی اولاد وغیرہ کو ادب دینے کے لئے مارو تو چہرے پر نہ مارو۔ نیچے کے بدن پر مارو کیونکہ آدمی کے چہرہ کو خدا تعالیٰ نے نہایت بزرگی عطا فرمائی ہے۔ جس قدر حکمتیں انسان کو پاؤں سے گردن تک بنانے

---

(۱) ترجمہ میں نہایت ہی ادب ملحوظ رکھا گیا ہے فافہم (۲) دست پناہ۔

(۳) جس کو بلیا اور بھرنڈ اور تتیاں اور ہار اور زنبور کہتے ہیں۔ (۴) حد ہو یا تعزیر۔

میں صرف ہوئی ہیں اس سے زیادہ چہرہ اور سر کے بنانے میں خدا تعالیٰ نے حکمت رکھی ہے۔

خلق اللہ اٰدم علی صورتہ کے معنی چونکہ عام فہم نہ تھے لہٰذا ان کا ذکر چھوڑ دیا گیا۔

مسئلہ :۔ اپنی اولاد اور شاگرد ور کو ادب دینے کے لئے مناسب طور سے مار لینا جائز ہے لیکن چہرہ بچانا چاہئے۔ معلموں اور حافظوں کو اس کا ضرور خیال رہے لڑکوں کی گوشمالی (۱) جائز ہے مگر ایسی طرح کہ دماغ تک نقصان نہ پہنچے۔

(۱) کان ملنا

گھوڑے اور بیل وغیرہ طاقت سے زیادہ اسباب لاد کر بے دردی سے اس کو مارنا جائز نہیں۔ البتہ اگر کبھی سستی یا شرارت سے چلنے میں دیر کرے تو حسب عادت تھوڑا بہت مارنا جائز ہے لیکن سر پر اور منہ پر ہرگز نہ مارنا چاہئے پڑھے ہوئے آدمیوں کو چاہئے کہ یکہ اور گاری گھوڑے والے لوگوں کو حسب موقع یہ مسئلے سنا کر ثواب حاصل کریں۔

(۲۵) لَاصَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ الْفِطْرُ وَالْاَضْحٰی (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ :۔ عید اور بقر عید کا روزہ حرام ہے۔

دو دن کا ذکر اس حدیث میں ہے کہ اور تین روز ان کے سوا دوسری حدیثوں سے معلوم ہو گئے۔ کل پانچ دن کے روزے سال بھر میں حرام ہیں۔ شوال کی پہلی یعنی عید کے دن ذی الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ، تیرہ یعنی بقر عید اور تین دن اسکے بعد۔

مسئلہ :۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو شام کے وقت بھی پختہ طور سے یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ آج عید کا دن تھا کل چاند نظر آگیا ہے تو روزہ فوراً افطار کر لینا چاہئے یہ خیال کرنا نادانی ہے کہ اب تو تمام دن محنت کی ہے اب اپنی محنت کیوں ضائع کریں۔

ذی الحجہ میں پہلی تاریخ سے نویں تک روزہ رکھنا سنت ہے اگر پورے نو نہ ہو سکیں تو تین چار ایک دو جس قدر طاقت ہو رکھے۔

)اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلاً بِمِثْلٍ (مسلم) ترجمہ :۔ غلہ کو غلہ سے برابر بیچو۔
یعنی ایک ہی قسم کے غلہ کو اسی قسم کے غلہ سے بیچو تو دونوں طرف برابر
و ناچاہئے اس کا کچھ اعتبار نہیں کہ ایک اچھا ہے ایک ناقص مثلاً اگر گیہوں کو
ں سے بدلنا ہو تو جس قدر دو اسی قدر لے لو یہ نہیں کہ پانچ سیر کو چھ سات
سے بدلو لیکن اگر کبھی عمدہ قسم کے گیہوں سے بدلنے کا اتفاق ہو تو اپنے گیہوں کو
یہ سے بیچ کر روپیہ لے لو اور پھر روپیہ سے ناقص یا عمدہ جس قسم کے گیہوں
ہے خرید لو۔ اسی طرح اور سب غلوں کو باہم بدلنے میں برابری شرط ہے البتہ
و قسم کے غلہ کو بدلنا ہو تو برابری یا زیادہ کم جس طرح چاہے بدل لو مثلاً اگر
ں کو جو سے بدلنا ہو تو برابر یا زیادہ کم جس طرح چاہو بدل لو چونے اور خرما اور
ے اور سونے چاندی اور لوہے تانبے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چاندی کو چاندی سے
ے کو نمک سے بدلیں تو دونوں طرف برابر ہونا چاہئے ورنہ سود ہو جائے گا۔
سود کا گناہ اگر بہت ہی کم تو اتنا ہوتا ہے کہ جتنا ماں سے زنا کرنے میں ہوتا ہے۔
سائل ضروری :۔ اگر بازار سے چاندی خریدنا ہو تو روپیہ کے ساتھ کچھ پیسہ
ے دا کرو مثلاً دس روپے کی چاندی خریدی یا زیور بنوایا تو ایک روپے کے پیسے
ر و اور نو روپے نقد یا اگر نو آنے کی تولہ بھر چاندی خریدنی ہو تو ایک اٹھنی اور
ے آنے کے پیسے دیدو یا بالکل پیسے ہی پیسے دو۔ اگر کبھی چاندی سونا زیور خریدنا ہو
قیمت اسی وقت ادا کر دو چاندی سونے کی خرید و فروخت میں قرض کرنا جائز
یں۔ بیع سلم (ا) میں اگر وقت پر مال ادا نہ ہو سکے تو اسے جس قدر روپیہ دیا تھا وہ
لے لینا چاہئے بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ اس مال مقرر شدہ کی قیمت لگا کر زیادہ
پیہ لیتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے۔
جس کو بدھنی کہتے ہیں۔
ل :۔ زید کو تم نے دس روپے دیئے کہ عید کے مہینہ میں تم سے پانچ من
ں لے لیں گے عید کے مہنہ میں وہ گیہوں ادا نہیں کر سکا اور اس وقت اگر بازار
، لیے جائیں تو پانچ من آتے ہیں چودہ روپے کے اب تم اس سے اپنے دس

روپے واپس لے لو اگر اس وقت غلہ کر نرخ کا حساب کر کے چودہ روپے لو گے تو سود ہو جائے گا۔ کیونکہ تم نے دس روپے دئے تھے ایک جانور کو ایک سے بھی بدل سکتے ہیں۔ اور دو تین سے بھی مثلاً ایک بیل کو ایک بیل سے یا گھوڑے کو گھوڑے سے بدل لینا جائز ہے اسی طرح ایک بیل کو دو تین بیلوں سے ایا ایک گائے کو دو چار بکریوں سے بدل لینا جائز ہے بشر طیکہ ہاتھوں ہاتھ معاملہ ہو جانور کو جانور سے بطور قرض کے بیچنا جائز نہیں۔ سانپ بچھو کیڑے مکوڑے بیچنا جائز نہیں۔ اگر تیل ناپاک ہو جائے تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے لیکن کھانا جائز نہیں۔ جمعہ کے اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز نہیں۔

(۲۷) يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. (بخاری)

ترجمہ:۔ نسب کے علاقہ سے جس جگہ نکاح حرام ہے وہاں دودھ کے علاقہ سے بھی حرام ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک عمدہ قاعدہ فرمایا ہے کہ جس سے صدہا بلکہ ہزارہا مسائل نکلتے چلتے جاتے ہیں مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جیسے پیدائش اور نسب کے علاقے سے بہت سی جگہ نکاح حرام ہوتا ہے اسی طرح دودھ پینے اور دودھ کے علاقہ سے حرام ہو جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جس عورت کا دودھ کسی بچہ نے اڑھائی برس کی عمر کے اندر ایک دفعہ بھی پی لیا، ہمیشہ کے لئے اس کی رضاعی ماں ہو گئی۔ اب اس عورت کی جس قدر اولاد پیہ سے پیدا ہو یا جس کسی کو یہ عورت دودھ (۱) پلاوے وہ اس بچہ پر حرام ہوں گے

(۱) ڈھائی برس کی عمر تک۔

کسی کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو گا۔ بہت سے رئیسوں کے خاندان میں ایک دایہ سب کو دودھ پلاتی ہے۔ اور پھر شادی نکاح کے موقع پر ان لوگوں میں تمیز نہیں کیجاتی ضرور خیال رکھنا چاہئے۔ آگے پیچھے دودھ پینے میں کچھ فرق نہ کہ کسی نے اب دودھ پیا اور کسی نے پہلے۔ تشریح کیلئے مثال۔ زید نے ایک دا دودھ پیا سات برس کے بعد اسی دایہ کا دودھ ایک لڑکی نے پیا اب اس لڑکی کیہ

کا نکاح درست ہے اور نہ دودھ پلانے والی کے بیٹے کا کیونکہ یہ لڑکی ان کی
ں بہن (۱) ہے اگرچہ دودھ ایک زمانہ میں نہیں بلکہ آگے پیچھے پیا ہے۔
ھ شریک بہن۔
۲:۔ زید نے ایک دایہ کا دودھ پیا اور زید جب جوان ہو گیا تو اس کے ایک
پیدا ہوا اور زید کی بہن کے لڑکی پیدا ہوئی۔ اتفاق سے لڑکی کو اسی بوڑھی دایہ
دھ پلا دیا گیا جس سے زید نے پیا تھا اب اس لڑکی کا نکاح زید کے لڑکے سے
: نہیں۔ کیونکہ دودھ کے علاقے میں یہ لڑکی اس لڑکے کی پھوپی ہوتی
۔ دیکھو اس دوسری مثال میں کتنی مدت کے بعد لڑکی نے دودھ پیا ہے مگر زید
بہن سمجھی گئی اور زید کے لڑکے پر حرام ہو گئی۔ پس معلوم ہوا کہ ایک زمانہ میں
دھ پینا شرط نہیں البتہ یہ شرط ہے کہ اڑھائی برس کی عمر کے اندر اندر بچے نے
دھ پیا ہو اگر اڑھائی برس کی عمر کے بعد کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پیوے گا تو نہ یہ
ورت شرعاً اس کی ماں ہو گی۔ اور نہ اولاد سے اس بچہ کا نکاح حرام ہو گا۔ چند
صورتیں ایسی بھی ہیں کہ نسب کے علاقہ سے وہاں نکاح حرام ہوتا ہے اور دودھ
کے علاقے سے حرام نہیں ہوتا چنانچہ دو تین صورتیں لکھی جاتی ہیں۔
۱) نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کبھی جائز نہیں ہوتا۔ رضاعی بیٹے کی بہن سے
کاح جائز ہے۔
۲) نسبی بھائی کی ماں سے نکاح جائز نہیں مگر رضاعی بہن کی ماں سے نکاح جائز ہے
مثلاً زید اور عمر دو بھائی ہیں زید نے ہندہ کا دودھ پیا ہے اور عمر نے نہیں پیا تو ہندہ
ر ہندہ کی اولاد کا نکاح عمر سے جائز ہے حالانکہ عمر کے بھائی کی رضاعی ماں ہے۔
۳) عورت اپنی رضاعی بیٹے کے بھائی سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور نسبی بیٹے کے
ائی سے نکاح کسی طرح جائز نہیں نکاح کی حرمت کے متعلق مسئلے اگرچہ بہت
شکل ہیں تاہم بعض ضروری مسائل نہایت عام فہم اور حتی الوسع آسان عبارت
ں لکھے جاتے ہیں اگر ایک دفعہ بھی بچے نے دودھ پی لیا تو حرمت ثابت
جاویگی۔ کئی دفعہ دودھ پینا شرط نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ بچے کے پیٹ میں

دودھ پہنچ جانے کا یقین ہو جائے۔

اگر دودھ پستان(۱) سے نہیں پیا بلکہ نکال کر پلا دیا اس سے بھی حرمت ایسی ہی ثابت ہو گی جیسے پستان سے پینے سے۔ اگر چہ پستان چوستا رہا اور دودھ نہ نکلا تو حرمت ثابت نہ ہو گی اور اگر دودھ چوسا اور فوراً تھوک دیا حلق میں نہیں اترا تو حرمت ثابت نہ ہو گی۔ اگر اتفاق سے کسی مرد کے پستان میں دودھ (۲) اتر آوے اس کو بچہ پیوے تو حرمت ثابت نہ ہو گی۔ اگر ایک بکری کا دودھ دو بچوں نے پیا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہو گی۔ زوجہ اگر اپنے خاوند کا جھوٹا دودھ یا دہی کھالے تو اس سے نکاح میں کچھ خلل نہیں آتا (۳)

خاوند کو اپنی زوجہ کا دودھ کھانا حرام ہے اور قصداً کھائے گا تو سخت گناہ گار ہو گا۔ لیکن اگر غلطی سے یا قصداً کھالیوے تو نکاح میں کچھ خلل نہیں آتا (یہ مسئلہ اس لئے لکھا گیا ہے کہ بہت آدمی اس کو پوچھا کرتے ہیں) جس عورت سے ایک دفعہ نکاح ہو گیا اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نہ اس کی حقیقی ماں سے نکاح کر سکتا ہے نہ دودھ کی ماں سے۔

زید نے جس عورت سے زنا اس کی ماں سے زید کا نکاح کبھی جائز نہیں ہو گا۔

زید نے جس عورت سے زنا کیا اس کی بیٹی سے زید کا نکاح کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ (ان دونوں مسئلوں کو خوب خیال رکھنا چاہئے)

زید نے اپنی خوشدامن سے زنا کیا تو اس کی بیٹی جو زید کی بیوی ہے زید پر حرام ہو جائے گی۔ کوئی شخص اپنی زوجہ سے پاس جانا چاہتا تھا نا وابستگی سے بیٹی پر ہاتھ جا پڑا اور شہوت زیادہ ہوئی تو لڑکی کی ماں یعنی زید کی بیوی حرام ہو گئی۔

دو عورتیں خالہ بھانجی ہیں ان دونوں کو ایک شخص اپنے نکاح میں جمع نہیں کر سکتا۔ البتہ ایک کے مر جانے یا طلاق پانے کے بعد دوسری سے نکاح کر سکتا

---

(۱) چھاتی۔ (۲) یہ بات ہمارے علماؤں نے کتابوں میں لکھی ہے اور کوئی محال امر نہیں فقیر کا ایک ہندو شاگرد تھا اس کے دودھ اترتا تھا۔

(۳) یہ مسئلہ اس لئے لکھا گیا ہے کہ مؤلف کتاب کے ایک عزیز کو حالت سفر میں کسی واعظ صاحب نے یہ مسئلہ بتلا کر پریشان کر دیا تھا کہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

ہے۔ اسی طرح جو دو عورتیں باہم پھوپھی بھتیجی ہیں ان کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا۔ جب تک عورت عدت میں ہوتی ہے اس کا نکاح ہرگز جائز نہیں۔ بعض آدمی پنچایت اور فیصلہ کے وقت ایک شخص سے طلاق دلا کر دوسرے سے اسی وقت نکاح کر دیتے ہیں اس طرح ہرگز نکاح جائز نہیں ہوتا ایک عورت کو زنا سے حمل ہو گیا حالت حمل میں اس کا نکاح کر دینا جائز ہے لیکن جب تک وضع حمل نہ ہو جائے خاوند کو اس سے صحبت جائز نہیں اور اگر خود زنا کرنے والے شخص سے نکاح کر دیا جائے تو اس کو صحبت کرنا حالت حمل میں جائز ہے۔

زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کے ساتھ پہلے خاوند سے ایک بیٹی بھی ہے تو زید کا پہلا بیٹا اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے ایک شخص کی متنی (۱) یعنی منھ بولے بیٹے اپنی بیوی کو طلاق دیدی یا مر گیا تو یہ شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۲۸) لَآ اَکُلُّ مُتَّکِئًا (بخاری) ترجمہ:۔ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

کھانا کھانے کے وقت تکیہ لگا کر نہ بیٹھنا چاہئے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے لیٹ کر کھانا یا ایک ہاتھ کا سہارا زمین پر لگا کر کھانا یا دیوار وغیرہ سے تکیہ لگا کر کھانا چار زانو (۲) بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کھانا بلا عذر یہ سب صورتیں مکروہ ہیں اگر کوئی عذر ہو تو معافی ہے۔

عمدہ طریقہ اور مسنون یہ ہے کہ کھانے کے لئے اکڑوں بیٹھے یعنی دونوں پاؤں کھڑے کر کے بیٹھے یا بائیں زانوں پر بیٹھے اور دایاں زانو کھڑا رکھے۔

خزانۃ (۳) الروایات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار زانوں بیٹھ کر کھاتے تھے وحی نازل ہوئی کہ کُلْ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ (یعنی عاجزی سے بیٹھ کر کھاؤ) پھر آپ نے کبھی چار زانو بیٹھ کر نہیں کھایا۔

بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ کھانے پینے کے شروع میں بسم اللہ اور ختم کرنے کے

---

(۱) لے پالک بھی کہتے ہیں۔

(۲) جس کو پلوتھی مارنا اور چوکڑی مارنا بھی کہتے ہیں۔

(۳) ابن ماجہ میں بھی اسی مضمون کے قریب روایت ہے۔

بعد الحمد للہ پڑھنا چاہئے۔ شروع (۱) میں بسم اللہ یاد نہ رہے تو درمیان میں جس وقت یاد آوے بسم اللہ پڑھے کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا مسنون اور باعث برکت ہے صرف ایک ہاتھ دھونے سے سنت ادا نہیں ہوتی جس برتن میں کھایا ہے اس کو ہاتھ سے خوب صاف کر لینا چاہئے۔ روٹی سے ہاتھ صاف کرنا مکروہ ہے روٹی پر پیالہ رکابی رکھنا مکروہ ہے بہت گرم کھانا اچھا نہیں ننگے سر کھانا جائز ہے۔ مگر بہتر اور پسندیدہ نہیں۔ مرد ہو یا عورت۔ چاندی سونے کے برتن میں کھانا جائز نہیں۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا نہ چاہئے کچا لہسن پیاز کھانا مکروہ ہے اور اگر کبھی ضرورت میں کھاؤ تو مسجد میں آنے سے پہلے منہ کی بدبو صاف کر لو۔

(۱) اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ فی اولہ واوسطہ وآخرہ۔

(۲۹) اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوْا الْعَانِیَ (بخاری)

ترجمہ:۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ بیمار کی بیمار پرسی کرو قیدی کو چھوڑاؤ۔

جب کوئی بھوکا آوے اور تم کو طاقت ہو تو اس کو کھانا کھلانا مسنون ہے اور اگر ایسی حالت ہو کہ بھوک کی وجہ سے مرا جاتا ہو تو اس کو کھانا دینا واجب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خدا کے نام پر اس کھانے میں سے دیا جائے جو اپنے آپ کو بھی پسند ہو۔ دستور ہے کہ جو کھانا خراب ہو جاتا ہے یا اچھا نہیں ہوتا وہ فقیر و مسکین کو دیتے ہیں اگرچہ ثواب اس میں بھی ہوتا ہے کہ لیکن اگر عمدہ کھانے میں سے تھوڑا سا بھی خدا کے لئے دیگا تو بہت بڑا ثواب پائے گا۔

بیمار کو پوچھنا اور اس کی خبر گیری کرنا حقوق اسلامی میں سے ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص عبادت کرتا ہے اس کے لئے جنت میں باغ تیار کر دیا جاتا ہے اور جتنی دیر عیادت میں صرف ہوتی ہے۔ گویا جنت کے بالاخانہ میں رہتا ہے۔ جس شخص کی خبر گیری کے لئے اس کے عزیز رشتہ دار وغیرہ موجود ہوں اس کی عیادت سنت ہے اور جس کی خبر گیری کے لئے کوئی نہ ہو اس کی خبر گیری سب مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو شخص بلا قصور قید ہو گیا ہو اس کے چھڑانے میں حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے۔

مئلہ :۔ شب کو عیادت کرنے میں کوئی حرج نہیں جو لوگ اس کو منحوس سمجھتے ں(۱) غلط ہے۔ عیادت کے لئے تھوڑی دیر بیٹھنا چاہئے۔ اتنی دیر نہ کرے کہ ریض کو یا اس کے گھر والوں کو تکلیف ہو مریض کے پاس جا کر جھگڑے قصے کی تیں نہ چاہئیں۔ بلکہ اس کی تسلی کریں اور دل بہلاویں اگر ضرورت ہو تو کافر کی بار پرسی جائز ہے۔

۱) ایک معتبر کتاب سے لکھا گیا ہے۔

(۳۰) اَعْطُوْ الاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَجُفَّ عَرْقُہٗ (ابن ماجہ)

ترجمہ :۔ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینا چاہئے۔

مطلب یہ ہے کہ مزدور کی اجرت ادا کرنے میں جلدی کرو۔ جب کام پورا ہو جائے فوراً اجرت دیدو اگر دن بھر کا مزدور ہے تو دن ختم ہونے پر اجرت دیدو اور اگر ماہانہ تنخواہ مقرر ہے تو جب مہینہ پورا ہو جائے دیدو اسی طرح کوئی چیز خرید کر یا کچھ بنوا کر اسی وقت اجرت ادا کر دینا بہتر ہے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پاس موجود ہوتا ہے مگر صبح و شام کر کے غریب مزدور کو ٹالتے رہتے ہیں اس غریب کو تکلیف ہوتی ہے یہ نہایت مذموم ہے۔

(۳۱) لَقِّنُوْ مَوْتَاکُمْ لاَاِلَہَ اِلاَّ اللّٰہُ (مسلم)

ترجمہ :۔ مرنے والے مسلمانوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرو۔

جس وقت مسلمان کا نزع کا وقت ہو اس کے قریب بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہئے تاکہ اس کو سن کر وہ بھی کلمہ پڑھے اور کلمہ پر خاتمہ ہو کر مغفرت ہو جائے اس سے یہ نہ کہنا چاہئے کہ کلمہ پڑھ کیونکہ اس میں یہ اندیشہ ہے کہ شاید وہ نزع کی شدت میں انکار کر دے اور خرابی ہو بلکہ پاس بیٹھ کر اس سے سنانا چاہئے اگر زبان سے نہ کہے گا تو دل میں تو ضرور اثر کرے گا۔

مسائل :۔ آخری وقت میں مردے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنی چاہئے۔ اس سے نزع میں آسانی ہوتی ہے اس کے پاس سے حیض والی عورت اور جنبی کو علیحدہ کر دیا جائے۔

بیان کر کے اور چلا کر رونا نہ چاہئے۔ آنکھوں سے رونا بہت اچھا ہے کفن دفن میں جلدی کرنا چاہئے مرد کو اپنی زوجہ کا جنازہ اٹھانا بلاشبہ جائز ہے۔ یہ جو عام میں مشہور ہے کہ خاوند جنازہ کو ہاتھ بھی نہ لگاوے محض غلط ہے اگر کسی شخص کی پوری نعش نہیں ملی صرف سر ملا ہے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے نماز اور غسل نہیں چاہئے۔ اگر مردہ بچہ پیدا ہوا تو اس کو غسل دیکر کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے نماز نہ پڑھی جائے۔ اور اگر زندہ پیدا ہو کر فوراً مر گیا ہے تو نماز بھی پڑھی جائے۔ اگر عورت مرگئی اور پیٹ میں زندہ بچہ حرکت کرتا ہے تو بائیں طرف سے پیٹ چیر کر نکال لیا جائے۔ اگر پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بچہ کو ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر نکال لینا جائز ہے۔ اگر کسی تازہ مردے کو جانور وغیرہ نے قبر میں سے نکال ڈالا اور کفن بھی نہیں رہا تو از سر نو پورا کفن دینا چاہئے۔ اور اگر کئی روز کے بعد نکلا ہے تو صرف ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ قبرستان میں سورۂ یٰسین پڑھنے سے مردوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ ہر جمعہ کو ماں باپ کی قبر پر سورۂ یٰسین پڑھنے سے اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت ہوتی ہے۔ قبرستان میں جا کر اپنی موت کو یاد کر کے رونا۔ دل کو صفائی دیتا ہے قبر کو سجدہ کرنے اور بوسہ دینے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے قبروں پر میلا ٹھیلا ناچ رنگ کرنا سخت گناہ ہے۔

(۳۲) مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ (بخاری)

ترجمہ:۔ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا ٹھیک دیکھا۔

مسلمانوں کے لئے یہ ایک بہت بڑی بشارت اور خوشخبری ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھتا ہے وہ واقع میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ شیطان لعین میری صورت میں آکر دھوکا نہیں دے سکتا۔ دوسرے آدمیوں کو خواب میں دیکھنے کے بعد تو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید شیطان ان کی صورت میں آگیا ہو مگر آپ کی نسبت یہ شبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑھانے اور مسلمانوں کو دھوکہ سے محفوظ رکھنے کے لئے شیطان کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک میں آسکے بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کی زیارت نصیب ہوتی ہے لیکن کتابوں میں جو حلیہ اور صورت مبارک لکھی ہے اس میں فرق رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی دیکھنے والے کے نقصان اور قصور یا کسی اور سبب سے کبھی کسی صفت اور صورت میں فرق نظر آتا ہے باقی آپ کی ذات میں اختلاف نہیں ہو سکتا جس شخص کو زیارت ہو اس سے زیادہ خوش قسمت کوئی ہو نہیں سکتا خدا تعالیٰ کا شکر کرے اور آئندہ کی تمنا دل میں رکھ کر درود شریف کی کثرت کرے اور اگر طاقت رکھتا ہو تو اس خوشی میں مال خیرات کرے لیکن ہر کسی سے بیان کرتا نہ پھرے ورنہ دوبارہ یہ نعمت حاصل نہ ہوگی۔ البتہ اپنے مرشد یا کسی عالم اور بزرگ یا خاص دوست سے ذکر کرنے کا مضائقہ نہیں۔

آپ کی زیارت کی ہر مسلمان کو آرزو رہتی ہے اور بعض لوگ اس حسرت میں تڑپتے ہیں اصل ترکیب تو اسکی یہ ہے کہ آدمی ہر ہیزگاری اختیار کر کے سنت نبویہ پر محبت کے ساتھ عمل اور درود شریف کی کثرت کرے۔ لیکن اکثر کتابوں میں اس کے لئے ترکیبیں اور وظیفے لکھے ہیں فقیر بھی ایک دعا مفید سمجھ کر عرض کرتا ہے اگر ہزار آدمیوں میں سے ایک کے لئے بھی اس ذریعہ سے یہ دولت حاصل ہو گئی تو عاجز کے لئے سعادت دارین کا سبب ہوگا۔

(دعا) اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنِیْ رُؤْیَۃَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ بَشِیْرٍ نَّذِیْرٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

یہ دعا چاند کی پہلی تاریخ سے شروع کر کے ساتھ روز تک عشاء کے بعد تین سو مرتبہ پڑھے پھر چھوڑ دے دوسرے مہینہ میں اسی طرح پھر سات روز پڑھے اور چھوڑ دے تیسرے مہینہ پھر اسی طرح سات روز پڑھے۔ انشاء اللہ اس تین ماہ کی مدت میں زیارت نصیب ہوگی۔

(۳۳) کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ (بخاری)

ترجمہ :۔ ہرنیک کام میں صدقہ کا ثواب ہوتا ہے۔

آدمی جس قدر نیکی کے کام کرتا ہے اگرچہ بہت چھوٹے ہوں صدقہ کا ثواب ملتا ہے زبان سے کوئی نیک بات کہ دے۔ کسی کی سفارش کردے اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہو گا راستہ میں سے کانٹا، اینٹ پتھر دور کردے۔ اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہے اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ پیشانی سے خوش ہو کر ملے اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہے کسی کا اسباب اٹھوا کر اس کے کاندھے یا سر پر رکھوا دے اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایسا احسان فرمادیا ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں میں ثواب اور اجر مقرر کر دیا ہے کہ ہم کو غفلت نہ کرنی چاہئے بلکہ چھوٹی بڑی نیکی جو ہو سکے کرتے رہیں۔

(۳٤) مَنْ بَنیٰ لِلّٰہِ مَسْجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (بخاری)

ترجمہ :۔ جو کوئی خدا کیلئے مسجد بنادے خدا تعالیٰ اس کیلئے جنت میں مکان بنادیگا۔

یعنی خالص رضائے خداوندی کے لئے جس نے مسجد بنائی خدا تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اگرچہ نہایت چھوٹی مسجد بناوے اس کے عوض میں بھی خدا تعالیٰ جنت میں بہت بڑا مکان عطا فرمائے گا۔ البتہ شرط یہ ہے کہ خالص خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بناوے۔ اگر اپنی شہرت اور ناموری کے لئے یا دوسروں کی ضد اور مقابلہ پر مسجد بنا کر فخر کرے گا تو ثواب نہ ہو گا جس شخص کو مسجد بنانے کی طاقت نہ ہو وہ مسجد کو صاف کیا کرے خدا تعالیٰ اس کے لئے بھی جنت میں مکان بناوے گا جو شخص مسجد کی خدمت اور آبادی کرتا ہے اس کو سچا ایماندار سمجھو اندھیری رات میں چل کر مسجد میں آنے کے ثواب میں قیامت کے روز نور اور روشنی حاصل ہو گی۔ فرض نماز گھر میں پڑھنے کی بہ نسبت بجماعت مسجد میں ستائیس درجہ زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

آداب مسجد :۔ لہسن، پیاز، مولی، کھا کر حقہ پی کر مسجد میں مت آؤ اگر آنا ہو تو منہ کو صاف کرلو کہ بدبو نہ آوے مسجد میں تھوک نہ ڈالو۔ مسجد میں بیٹھ کر ناک کا میل نکال کر مت ڈالو یہ بڑے گناہ کی بات ہے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔

مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں نہ کرو اور جو لوگ کرتے ہوں ان کے پاس مت بیٹھو، جس مسجد میں پانچوں وقت نماز پڑھتے ہوں وہاں کم از کم ایک وقت تو ضرور دو رکعت نفل تحیۃ المسجد کی نسبت سے پڑھ لیا کرو، جس مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے رکھو داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لو۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یہ یاد نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ لو۔

(۳۵) خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری)

ترجمہ:۔ سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلاوے۔

جو شخص قرآن پڑھے اور دوسروں کو سکھلاوے وہ خدا اور رسول کے نزدیک بہت عزیز ہے خواہ الفاظ سیکھے سکھلاوے۔ یا معنی اور مطلب قرآن کا۔ یعنی تفسیر حدیث فقہ علم دین سیکھے اور پڑھاوے کیونکہ اصل میں انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور عبادت کا طریقہ معلوم ہوتا ہے قرآن مجید سے اس لئے قرآن شریف کا پڑھنا سب سے اچھا شغل ہے لیکن قرآن کو پڑھ کر اور سمجھ کر اس پر عمل بھی کرنا چاہئے ورنہ قرآن شریف دشمن بن جائے گا۔ اجرت مقرر کر کے قرآن پڑھنا جائز نہیں۔ قرآن کو پڑھ کر بھلا دینا سخت گناہ ہے دو پارے جلد جلد پڑھنے سے ایک پارہ ترتیل اور قرأت سے پڑھنا بہتر ہے البتہ یاد کرنے کے لئے جلد پڑھنے میں مضائقہ نہیں جس مکان میں قرآن رکھا ہو وہاں بی بی سے ہمبستر ہونا جائز نہیں۔ اگر قرآن مجید اونچی کھونٹی پر لٹکا ہوا تو اس طرف پاؤں پھیلانے جائز ہیں۔ قرآن مجید کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں لیکن اگر جل جانے یا ڈوب جانے کا اندیشہ ہو تو بلا وضو پکڑ لینا درست ہے۔

(۳۶) یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلاَّ الدَّیْنَ (مسلم)

ترجمہ:۔ قرآن کے سوا شہید کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شہید کے تمام گناہ چھوٹے بڑے معاف ہو جاتے ہیں مگر آدمیوں کے حق جو اس کے ذمہ ہوں وہ معاف نہیں ہوتے اگر قرض کسی کا ذمہ پر ہو یا کسی کی غیبت یا بلاوجہ آبروریزی اور بے عزتی کی ہو یا اور کسی قسم کا ظلم کیا ہو وہ سب شہادت کی

وجہ سے معاف نہ ہوں گے جب شہیداء کا یہ حال ہے تو دوسروے لوگوں کی کیا حقیقت ہے پس فرض کا اور حقوق العباد کا لوگوں کو بہت خیال چاہئے بعض آدمی قرض لیکر بے فکر ہو جاتے ہیں نہیں جانتے کہ قیامت میں بندوں کے حقوق کے بدلہ میں نیکیاں اس سے لیکر ان کو دیدی جاویں گی اور یہ ایسے نازک وقت میں خالی رہ جاوے گا لوگوں کو چاہئے کہ بہت جلد زندگی میں دوسروں سے اپنے قصور معاف کرالیں اور قرض ادا کرنے کا فکر کریں اور کوئی غافل آدمی اگر قرض چھوڑ کر مر جاوے تو ساری رسموں اور تمام خیرات سے قرض کو مقدم سمجھیں۔

(۳۷) اَلطَّاعُوْنَ شَهَادَةُ كُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری مسلم)

ترجمہ :۔ طاعون مسلمانوں کے لئے شہادت ہے۔

طاعون ہر قسم کی وباء عام کو بھی کہتے ہیں اور یہ مرض جو ہم لوگوں کی شامت اعمال سے ہندوستان پر آج کل بھیجا گیا اور جس نے ہزاروں خاندانوں کو خاک میں ملادیا اس کو بھی کہتے ہیں یہ طاعون بعض لوگوں کے لئے رحمت ہے اور بعض کے لئے عضب۔ حدیث میں بھی یہ بات فرمائی گئی ہے کہ جو لوگ صبر شکر کر کے اور خدا کی رضا پر راضی رہ کر اسی میں مر گئے وہ بھی شہید ہو کر رحمت خداوندی میں داخل ہوئے اور جو اسی طرح زندہ بچ گئے ان کو بھی شہادت کا ثواب ملا اور جو بھاگتے پھرتے ہیں اور زبان سے بھی طرح طرح کے کفر و شکایت کے کلمے بکتے ہیں وہ زندہ رہیں یا مر جائیں خدا کے غصہ میں داخل ہوئے جس جگہ وبا ہو وہاں سے بھاگ کر نکلنا حرام ہے جس جگہ وبا ہو وہاں جانا جائز نہیں۔ کسی ضرورت کی وجہ سے وبا کی جگہ جانے یا نکلنے کا مضائقہ نہیں لیکن جھوٹے عذر یا حیلہ کر کے نکلنا جائز نہیں۔ خدا تعالیٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔

بعض عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ وبا میں بدون قضا کے بھی آدمی مر جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط اور نہایت لغو بات ہے کسی طرح ہرگز ہرگز بلا قضا کوئی نہیں مرتا۔

(۳۸) مَوْتٌ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ (ابن ماجہ) ترجمہ :۔ پردیس میں مرجانا شہادت ہے۔ جو شخص پردیس میں مر جاوے شہید ہوتا ہے۔ شہادت دو قسم کی ہے۔ کبریٰ صغریٰ

کبریٰ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کر کے قتل ہو کر مارا جاوے۔

صغریٰ شہادت کی ستر صورتیں مختلف روایتوں میں آئی ہیں اکثر ان میں سے شہور ہیں بعض یہاں لکھی جاتی ہیں۔

طالب علمی میں مر جاوے۔ جل کر مر جاوے۔ ڈوب کر مر جاوے۔ دردزہ ں یا حالت حمل میں یا زچہ مر جاوے۔ جس کے خاوند نے دوسری بیوی کر لی اور یہ صبر کر کے مر گئی۔ ابتدائے مرض میں لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ لظّٰلِمِیْنَ پڑھنا شروع کر دیا پھر مر گیا۔ زہر سے مر گیا۔ درندوں نے کھالیا۔ دیوار کے نیچے دب کر مر گیا۔ سب صورتوں میں شہید ہوتا ہے۔

(۳۹) مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ (بخاری مسلم)

ترجمہ:۔ جو کوئی اپنے مال کو بچانے کے لئے مارا گیا وہ شہید ہے۔

گھر میں چور آ گئے، یا جنگل میں قزاق مل گئے اور اپنے مال کے بچانے کی کوشش میں مارا گیا شہید ہو گا۔ اسی طرح جو شخص اپنے اولاد عزیز و اقارب کی حفاظت کرنے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہو گا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ بہت سی باتوں میں شہادت کا ثواب عطا فرماتا ہے اس وحدہ لاشریک لہ کی کیسی رحیم کریم ذات ہے۔

(۴۰) مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (مسلم)

ترجمہ:۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرمادئے ہیں کہ جب کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ فرشتے اسی وقت آپ کے پاس لیکر حاضر ہوتے ہیں اس امتی سے آپ بہت خوش ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام ملتا ہے کہ دس مرتبہ رحمت کی جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس قدر زیادہ کوئی شخص درود شریف پڑھیگا۔ اسی قدر مجھ سے قریب ہو گا۔ درود شریف پڑھنے کے اس قدر فضائل ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے۔

حکایت:۔ ایک بزرگ کا ہمسایہ نہایت بدکار نشہ باز تھا۔ جب وہ مرگیا تو بزرگ

نے اس سے خواب میں دیکھا کہ جنتی لباس پہنے ہوئے جنت میں پھر رہا ہے۔ تعجب سے پوچھا کہ کیسے نجات ہوئی۔ کہا کہ ایک مرتبہ وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آیا تو واعظ صاحب نے اور سب لوگوں نے درود پڑھا اس وقت کا درود شریف کچھ ایسا مقبول ہوا کہ سب کی مغفرت ہو گئی۔

غرض درود شریف بہت ہی نافع اور مفید چیز ہے۔ درود کی کثرت سے بیماری اور رنج و مصیبت سے نجات ہوتی ہے جس حالت میں پڑھے گا فلاح دارین کا سبب ہو گا اور خاتمہ بالخیر ہو گا۔

فصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد واله واصحابح وازواجه اجمعین واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

تمام شد

چونکہ اس چہل حدیث میں دو چار حدیثیں ذرا بڑی ہیں لہٰذا دس حدیثیں مختصر یہاں لکھی جاتی ہیں اگر کوئی صاحب الفاظ یاد کرنا چاہیں اور بڑی حدیث کے یاد کرنے میں دقت ہو تو وہاں سے دو چار بڑی حدیثیں چھوڑ کر اسی قدر مختصر حدیثیں یہاں سے یاد کر لیں تاکہ چالیس پوری ہو جاویں۔

(۱) اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی) ترجمہ:۔ دعا عبادت کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ عبادت سے عاجزی مقصود ہے اور دعا میں عاجزی موجود ہے۔

(۲) بَادِرُ الصُّبْحِ بِالْوِتْرِ (مسلم) ترجمہ: صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھو۔ وتر کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے اس کے بعد اگر پڑھو تو قضا ہو جائے گی۔

(۳) سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور بلا وجہ اس کو قتل کرنے کا گناہ کفر کی برابر ہے۔

(٤) قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ (ابوداؤد) ترجمہ: جہاد سے واپس آنا مثل جہاد کے ہے۔ جہاد میں سے فراغت کے بعد واپس آنے کا بھی اسی قدر ثواب ہے جس قدر جہاد میں ثواب ہے۔

(۵) كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (ابوداؤد) ترجمہ:۔ نشہ لانے والی سب چیزیں حرام ہیں۔

شراب ہو یا بھنگ یا افیون غرض جو نشہ لاوے حرام ہے۔

(٦) العمریٰ جائزۃ (بخاری) ترجمہ:۔ اپنا مکان کسی کو اس طرح دینا کہ تم جب تک زندہ رہو اس میں رہا کرو جائز ہے (تفصیل میں طول ہے)

(۷) اَلْقَاتِلُ لَایَرِثُ (بخاری) ترجمہ:۔ جو شخص اپنے وارث کو قتل کر دے اس کے مال سے حصہ اور میراث پانے سے محروم رہے گا۔

(۸) مَنْ کَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَلْیُکْرِمْهُ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ جس شخص نے سر پر بال رکھے ہوں اس کو ان کی خبر گیری چاہئے یعنی کبھی دھوتا رہے کنگھا کرتا رہے۔

(۹) اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ ہر شخص سے اس کے مرتبہ اور رتبہ کے موافق معاملہ کرنا چاہئے نامناسب تعظیم نہ کرو اور بے مروتی۔

(۱۰) خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ بیٹھنے کی جگہ اور مجلس بہتر وہ ہے کہ جو کشادہ ہو تنگی و بری ہوتی ہے۔

الحمد للہ چہل حدیث مع دس حدیث کے مختصر کے تمام ہو گئی۔

تمام شد

یہ چند اشعار جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے متعلق اتفاقیہ احقر مؤلف چہل حدیث کے ذہن میں آگئے دیندار مسلمانوں کے پڑھنے کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

حتی اذا استوت به ناقته علی البیداء نظرت الی مدبصری بین یدیه من راکب وماش وعن یمینه مثل ذالك ومن خلفه مثل ذلك ورسول الله صلی الله علیه وسلم بین اظهر نا (مسلم شریف)

یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو مسلم شریف میں پوری مذکور ہے جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حج ادا کرنے کا مفصل ذکر ہے مطلب اس عربی عبارت کا یہ ہے کہ جب آپ کی ناقہ آپ کو لیکر کھڑی ہوئی تو آپ کے چاروں طرف جہاں تک نظر جاتی تھی مسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے۔

کون(۱) تھا ناقۂ قصوی(۲) کا چلانے والا — اپنی ٹھوکر سے وہ مردوں(۳) کو جلانے والا
وہ رسول عربی سید والا نسبی — چاند کو اپنے اشاروں(۴) چلانے والا
ہر طرح امت مرحوم کا انبوہ کثیر — بیچ میں ان کا نبی راہ دکھانے والا
بیچ میں شمع تھی اور چاروں طرف پروانے — ہر کوئی اس کے لئے جان جلانے والا
ڈھونڈ کر کوئی بتائے تو سہی دنیا میں — ہے کوئی ان کی طرح دل کو لگانے والا
دعوی الفت احمد تو سب ہی کرتے ہیں — کوئی نکلے تو ذرا رنج اٹھانے والا
کام الفت کے وہ تھے جن کو صحابہ نے کیا — کیا نہیں یاد تمھیں غار(۵) میں جانے والا
جان اور مال فدا کرتے تھے اللہ اللہ — کون تھا غار میں وہ پاؤں ٹکانے والا
بھوک اور پیاس کا اپنی نہیں کرتے تھے خیال — دیکھ لو دودھ وہ رستہ میں پلانے والا
اب تو سمجھو کہ بھلا کون تھا وہ دل دادہ — دھوپ میں بیٹھ کے سایہ میں لٹانے والا

---

(۱) اس پر شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ (۲) قصواء جدعاء وغضبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی کے تین نام ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تین اونٹنیوں کے تین نام ہیں۔ (۳) اس اشارہ کو سمجھ جائیں گے۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت مبارک سے چاند کو اشارہ کیا وہ دو ٹکڑے ہو کر مشرق و مغرب چلا گیا اور پھر مل گیا یہ شق قمر کا مشہور معجزہ ہے (۵) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر

صدیق جس رات کو ہجرت کی نیت سے چل کر کفار سے پوشیدہ ہونے کے لئے غار ثور پر آئے ہیں تو حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ آپ ذرا ٹھہریئے میں پہلے جا کر دیکھوں کہ اگر کوئی چیز تکلیف پہنچائے تو مجھے پہنچائے آپ کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس میں جا کر صاف کیا اور اپنی چادر پھاڑ کر جس قدر سوراخ تھے سب بند کر دیئے مگر دو سوراخ باقی رہ گئے تھے۔ ان پر حضرت ابو بکر نے پاؤں لگا دیئے اور آپ کو اندر بلایا۔ آپ اندر تشریف لائے اور حضرت صدیق کی گود میں سر رکھ کر سو گئے ایک سوراخ میں سے حضرت ابو بکر کو سانپ نے کاٹ لیا، اس سچے جانثار نے آپ کی بے آرامی کے خوف سے حرکت نہ کی مگر بے اختیار آنسوں نکل کر آپ کے اوپر گر گئے۔ آپ بیدار ہو گئے اور پوچھا کہ کیا ہوا عرض کیا کہ سانپ نے کاٹا ہے آپ نے لب مبارک لگا دیا اور تکلیف بالکل دور ہو گئی۔ (۶) حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں تمام رات چلتا رہا اور اگلے روز بھی یہاں تک کہ ایسا دوپہر اور گرمی ہو گئی کہ کہ کوئی راستہ چلنے والا بھی نظر نہیں آتا تھا ایسے وقت میں مجھے دور سے ایک بہت بلند پتھر نظر پڑا جس کا سایہ زمین پر تھا اور کہیں سایہ نہ تھا ہم وہاں اونٹنی سے اترے اور زمین کو اپنے ہاتھوں سے صاف کر کے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اپنی چادر بچھا کر آپ کو سایہ میں لٹا دیا اور خود نگہبانی کے لئے پھرتا رہا اب یہ فکر ہوئی کہ آپ نے کچھ کھایا نہیں وہاں بکریوں کا ایک گلہ نظر پڑا۔ گلہ بان سے کہہ کر دودھ نکلوایا۔ عرب میں دستور تھا کہ مسافر کو دودھ دینے سے مالک منع نہ کرتے تھے اور میں نے وہ برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہمراہ لے رکھا تھا اس میں دودھ لیکر خدمت میں حاضر ہو آپ آرام میں تھے بیدار کرنے کو بے ادبی سمجھ کر ٹھہرا رہا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دودھ پیش کیا آپ نے لیا اور مجھے راحت ہوئی۔ (بخاری شریف)

حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ

کا

عملی و روحانی ورثہ

آپ کے ارشد تلامذہ:

آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ دینی حلقوں میں آپ حضرت میاں صاحبؒ کے نام سے مشہور ہیں آپ کے وصال کو نصف صدی سے زائد عرصہ گذر جانے کے باوجود آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ آج بھی بدستور جاری ہے۔ برصغیر پاک و ہند افریقہ و ایشیاء اور اطراف عالم میں آپ کے ہزاروں شاگرد خدمت دین کرتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے ارشد تلامذہ کی فہرست میں عصر حاضر کے صف اول کے علماء و محدثین کے اسماء گرامی شامل ہیں جن کی دینی و علمی خدمات اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ان میں بہت سوں نے بڑے بڑے دینی اداروں کی بنیاد رکھی ہے اور مسند حدیث کو رونق بخشی ہے آپ کے ارشد تلامذہؒ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ (خلیفۂ اجل حضرت تھانوی) حضرت قاری محمد طیب صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق روکاڑوی، مولانا عبدالرحمٰن صاحب چاٹگامی،، مفتی ابراہیم بسم اللہ صاحبؒ مولانا مسیح اللہ خان صاحب (خلیفہ حضرت تھانوی) مولانا نسیم احمد فریدیؒ امروہوی مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے علاوہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور اور دوسرے دینی مدارس کے بہت سے علماء و محدثین شامل ہیں جن کی فہرست بڑی طویل ہے آپ کے ان ممتاز تلامذہ کے علاوہ وقتاً فوقتاً حاضر خدمت

ہنے والے اور بغرض استفادہ وارد دین میں مولانا عبید اللہ سندھی مولانا سید ابوالحسن وی مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسے مشہور زمانہ اکابرین شامل ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت ولانا محمد زکریا صاحبؒ مہاجر مدنی آپ کے بڑے مداحوں اور اہل تعلق میں سے تھے۔ راکثر اپنی مجالس میں میاں صاحب کا ذکر فرمایا کرتے تھے میاں صاحب کے بعض وال آپ نے اپنی کتاب ام الامراض میں نقل بھی فرمائے ہیں۔

پ کی تالیفات و تصنیفات

آپ نے اپنے ہزاروں شاگردوں اور عظیم علمی ورثہ سے مستفیدین کی ایک بڑی تداد اور بیعت وتعلق رکھنے والے بہت سے خوش نصیب انسانوں کے علاوہ اپنی تالیفات و تصنیفات کا ایک وقیع ذخیرہ چھوڑا ہے جو امت مسلمہ کا بڑا دینی سرمایہ ہے آپ نے عوام کی دینی رہنمائی کے لئے بہت سی مقبول و مفید عام کتابیں تالیف کر نے کے علاوہ بہت سے منفرد موضوعات پر بھی مستند کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں 'حیات خضر" خاص طور پر قابل ذکر ہے اسی طرح وراثت کے مسئلے پر آپ کی کتاب مفیدالوارثین اپنے موضوع کی بہترین اور سہل ترین کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ آپ نے اپنے استاذ محترم حضرت شیخ الہندؒ کی سوانح حیات عجیب والہانہ انداز میں لکھی ہے اور تحقیق و جستجو اور اپنے اسلوب خاص سے مزین یہ سب سے پہلی سوانح ہے جو حضرت شیخ الہندؒ کی حیات مبارکہ پر مستند ترین معلومات کا واحد ذریعہ بنی ہے۔ اس کے علاوہ فتاویٰ محمدی الجواب المتین اور گلزار سنت آپ کی مقبول ترین کتب میں سے ہیں آپ کے زیر ادارت نکلنے والے القاسم والرشید جیسے مشہور رسالوں میں بھی آپ کے بہت سے مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ جو آپ کے شاگرد رشید اور روزمرہ کے حاضر رہنے والے علماء میں سے تھے (اور ابتداءً آپ کے شریک کتب خانہ بھی تھے) اپنی تحریرات میاں صاحب کو ضرور بغرض اصلاح دکھلایا کرتے تھے۔

آپ کا آبائی مدرسہ

دیوبند کی قدیم ترین اور اولین درسگاہ علم دین مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث سے اپنی دینی وعلمی خدمات جاری رکھتے ہوئے آپ نے اپنے سلف صالحین اور خاندانی بزرگوں کی یادگار دینی مدرسہ کو برابر جاری رکھا یہ مدرسہ جہالت کی تاریکیوں میں ایک چراغ تھا۔بغداد سے آکر ہندوستان کو اپنی دینی خدمات کا مرکز بناتے ہوئے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے خاندان کے بعض قدسی صفت انسانوں نے دیوبند کی سرزمین کو اپنا وطن بنایا۔اور یہاں ایک دینی مکتب قائم کیا۔اس وقت دیوبند میں کوئی عالم تو درکنار کوئی معمولی مسئلہ بتانے والا شخص بھی موجود نہ تھا اور چھوٹے موٹے مسائل کے لئے بھی لوگ پھلت جایا کرتے تھے۔اس اولین درسگاہ علم کے قیام کے بعد جہالت کی تاریکیاں دور ہونے لگیں اور بالآخر یہ اجالا بڑھتے بڑھتے دیوبند میں ایک بڑے دینی مدرسہ کے قیام پر منتج ہوا۔جب منتخب اہل اللہ دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھ رہے تھے تو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اسی خاندان و مدرسہ کے ایک خدارسیدہ و معصوم بزرگ میاں جی منے شاہ صاحبؒ کے دست مبارک سے دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھوایا۔(تاریخ از مولانا محمد میاں صاحبؒ، تقریر حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند و مفتی محمد شفیع صاحب و ذکی کیفی صاحبؒ القاسم دارالعلوم نمبر)

حضرت میاں صاحبؒ نے اپنے خاندانی مدرسہ کیلئے ایک وسیع عمارت تعمیر کرائی جس کا ایک حصہ طلباء و مہمانوں کیلئے مخصوص فرمایا۔چند کمرے دارالعلوم دیوبند کے بعض غریب و نادار طلباء کیلئے مخصوص رہتے جن کے قیام وطعام کا کوئی مستقل انتظام نہ تھا۔آپ مدرسہ اور اس دارالضیافہ کے تمام اخراجات بذات خود برداشت فرماتے اور طلباء کے ساتھ آپ بے حد شفقت فرماتے۔اس سراپا خیر

عمارت کا نام آپ نے دار المسافرین رکھا(یہ عمارت مدرسہ و خانقاہ کے امتزاج کا ایک بہترین نمونہ ہے دن کی رونق میں تعلیمی گہما گہمی رہتی ہے اور رات کی خاموشی میں اس کے بند کمروں سے اللہ اللہ کی صدائیں سنائی دیتیں ہیں۔)

آپ کے وصال کے بعد حصول سعادت کی نیت سے اس مدرسہ کا نام میاں صاحبؒ کے نام سے منسوب کر کے مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند کر دیا گیا اور آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ آپ کا یہ مدرسہ دین پاک کی تعلیم و تبلیغ کا قدیم ترین مرکز ہے اپنی علمی خدمات اور روحانی برکات کی بناء پر بجا طور پر تمام مسلمانوں کے تعاون کا مستحق اور اس کا بہترین مصرف ہے ایک طرف اس مدرسہ میں سیکڑوں کی تعداد میں طلباء زیر تعلیم ہیں جن کے تمام اخراجات کی کفالت من جانب مدرسہ کی جاتی ہے تو دوسری طرف دعوت و تبلیغ کا کام پوری قوت و اہتمام سے جاری ہے طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد اور مدرسہ کی تعمیری ضروریات کی پیش نظر ایک وسیع قطعہ اراضی پر شہری آبادی کے ایک کنارے واقع بھائیلہ روڈ پر مدرسہ کی عظیم الشان عمارت کی تعمیر کا کام مسلسل جاری ہے۔ درسگاہوں اور دار الاقامہ کی پرشکوہ عمارات کے ساتھ ساتھ ایک وسیع و عریض خوبصورت مسجد کی تعمیر بھی جاری ہے سنگ مرمر سے تعمیر شدہ یہ مسجد فن تعمیر کا بھی ایک بہترین شاہکار ہے۔ گذشتہ چند برسوں جب سے متوکلا علی اللہ اس تعمیر کا آغاز کیا گیا تھا آج تک تسلسل کے ساتھ تعمیری کام جاری ہے بحمد اللہ یہ مدرسہ کے موجودہ مہتمم بزرگ و سرپرست حضرت مولانا سید خلیل حسین میاں صاحب مہاجر مدنی (خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سہارنپوری ثم مہاجر مدنی) کی برسوں کی انتھک محنت و جدو جہد اور بابرکت دعاؤں کا ثمرہ ہے جس میں آپ کے اہل تعلق اور آپ کے بزرگوں کے ارادت مندوں کی ایک بڑی تعداد کا بھرپور اور مخلصانہ تعاون شامل ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اہل بیت نبوت خاندان غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی یہ تین سو سالہ یادگار امت مسلمہ کا ایک عظیم سرمایہ ہے جس کے ساتھ

دامے درمے سخنے ہرطرح کا تعاون کرنا ہرمسلمان کو عین سعادت تصور کرنا چاہئے۔

تقریباً نصف صدی سے حضرت مہتمم صاحب جو حضرت میاں صاحب سید اصغر حسینؒ کے نبیرہ اور اپنے خاندان میں آپ کے روحانی جانشین بھی ہیں۔ اپنی بے پناہ دعوتی مصروفیات کے باوجود مدرسہ کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضروریات کو بے حد اہمیت دیتے ہیں اور طلباء کے راحت و آرام کے لئے ہرممکنہ سہولت بہم پہنچانے کے لئے مسلسل کوشاں رہتے ہیں مدرسہ کی موجودہ ترقیات اسکی پرشکوہ عمارات وسیع وعریض مسجد طلباء کی تمام ضروریات وسہولیات سے آراستہ دارالاقامہ کی تعمیر وتبلیغ ودعوت کی محنت کا منظم کام، طلباء میں دعوتی مزاج وماحول پیدا کرنے کی تدابیر اور ان کی تربیت ان کے کھانے پینے، قیام گاہ میں صحت وصفائی کا انتظام، خوراک وغذا کا عمدہ انتظام، جدید آلات وسہولیات سے آراستہ مطبخ، طلباء کے آرام دہ کمرے اور فرنیچر بجلی وپانی کی سپلائی کا معقول انتظام، بجلی کے جنریٹروں کے انتظام، علاج ومعالجہ کے لئے خصوصی انتظام، طلباء کو ماہانہ جیب خرچ کے لئے معقول رقم کی فراہمی غرض مہمانان رسول کی راحت رسانی اور ان کو معیاری تعلیم سے آراستہ کرنے کی ہرممکن تدبیر کرنا ہمیشہ سے آپ کے پیش نظر رہتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کے تمام اہل تعلق ومعاونین مدرسہ کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کا بابرکت سایہ تادیر اس ادارے اور جملہ خدام مدرسہ کے سروں پر تادیر قائم رکھے آمین۔

۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

سید جمیل حسین
نبیرہ حضرت میاں صاحبؒ
نائب مہتمم مدرسہ اسلامیہ اصغریہ
دارالمسافرین دیوبند

Phones
01336-22494,22495
23564,23438,23437

معیاری کمپیوٹر کتابت، نگیٹو اور آفسیٹ طباعت کیلئے رجوع کریں
نواز پبلی کیشنز دیوبند
NAWAZ PUBLICATIONS DEOBAND
Ph: 01336 - 24824 (O), 22822 (R) 22871 (Fax)

عارف باللہ عالم ربانی

حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ کی

وصیّت

میں اپنے احباب سے یہ گذارش
کرتا ہوں کہ ہر سنت کا پورا پورا اہتمام
رکھیں اور کسی سنت کو خواہ وہ کتنی بھی چھوٹی سی ہو
معمولی نہ سمجھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہر ہر سنت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے

اصغر حسین

SHOBA-E-TASNIFAT-E-ILMIA MADRASA ISLAMIA ASGHARIA
DARUL MUSAFIRIN DEOBAND 247554 U.P. INDIA PH.01336,22495

Composing,Titel& Negative:- Nawaz Publications Deoband Ph.24824